بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

---وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ--- ﴿۱۱۳:۴﴾
اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے

# باعث کون و مکاں ﷺ کا

# علم غیب

مصنفہ

شمس شریعتِ محمدیہ، قمرِ طریقتِ سہروردیہ، مخدوم المتقین
امام السالکین، حضرت مولانا الحاج
ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی قدس سرہ

CamScanner

# فہرست

## باعث کون و مکاں ﷺ کا علم غیب



☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باہتمام سید اشتیاق فاروقی مجددی رضوی
اکرگدون صوابی

# ﴿حرف چند﴾

سلاسل کی تدوین کی غرض و غایت صرف یہ نہیں تھی کہ مریدین اپنے نام کے ساتھ سہروردی وقادری وغیرہ کے لاحقے لگا کر اعمال کی بندش سے آزاد ہو جائیں۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ تعلیم و تعلم کا ایسا نظام واضح کیا جائے جس میں دل و نگاہ مومن بن جائے۔ اسلام جب دِلوں پر نافذ ہوتا ہے تو نفوس اُس کی تقلید میں اجسام کو خود بخود ہی عمل پر مائل کر لیتے ہیں۔ اسلام کو مان لینا آسان ہے مگر دِل کی بستی سے اسے معمور کرنا سخت مشکل ہے۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے　　　تم آسان سمجھتے ہو مسلماں ہونا

۔۔۔روحانیت واحسان کے تقاضے وہی ہیں جو دین کے ہیں۔ دین صرف وہی ہے جو قرآن نے بتایا اور نبی اکرم ﷺ نے اپنے اوپر نافذ کر کے دکھا دیا، فرمایا:

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔۔۔ ﴿۲۱:۳۳﴾

میرے محبوب (ﷺ) کے طریقہ ہائے زندگی میں ہر عمل کا بہترین نمونہ ہے

۔۔۔مگر یہ نمونہ کن کے لیے ہے؟ قرآن مجید آیت کے اگلے حصے میں خود جواب دیتا ہے، فرمایا:

۔۔۔لِمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا ؕ ﴿۲۱:۳۳﴾

۔۔۔یہ نمونہ اُس کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

۔۔۔صوفی فکر و عمل کے پورے اغراض و مقاصد کا نقشہ مذکورہ بالا آیت میں قرآن نے کھینچ دیا ہے۔

تحلیل نفسی، ہپناٹزم ۔۔۔یا۔۔۔ ٹیلی پیتھی میں اگر کہیں علمِ غیب کا وجود ہے تو اُس کی اعلیٰ ترین شکل محبوب کبریا ﷺ کے اسوہ میں موجود ہونا لازمی ہے۔ ہمارے قبلہ گاہی نے اسی علمِ غیب کی بہترین صورت کو پیش کیا ہے، مگر استدلال کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہی رکھی ہے۔ میں درمیان سے اپنے آپ کو ہٹا لیتا ہوں تا کہ آپ اُن دلائل کو پڑھیں اور بارِ دگر اشاعت کی ہماری یہ کوشش آپ کے تسکینِ قلب اور انشراحِ صدر کا باعث بنے۔۔۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

فقیر سید اویس علی سہروردی

# عرض تمنا

رسالہ علم غیب ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ اِس کے لکھنے کی تحریک وہ کتابچہ تھا جو مولوی احمد علی لاہوری مرحوم و مغفور نے لکھا تھا، جس کا نام ’گلدستہ صد حدیث‘ تھا۔

مولوی صاحب مرحوم کے اُس رسالے کے جواب میں بہت سے علماء و مصنفین نے رسائل و جرائد و اخبارات میں اُس کے جوابات دیئے جن کے جواب میں دوبارہ مولوی صاحب نے روزنامہ انقلاب (یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء) و روزنامہ سیاست (۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء) میں مسئلہ علم غیب رسول اللہ ﷺ کے متعلق اپنی اور اکابر حضرات علمائے دیوبند کے عقائد کو واضح کرنے کی کوشش کی، اِس پر میرے دادا جان حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ’باعثِ کون و مکاں ﷺ کا علم غیب‘ کے نام سے یہ رسالہ تصنیف فرمایا۔

’رسالہ علم غیب‘ باسٹھ ۶۲ سال پیشتر ۱۹۳۳ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ عرصہ دراز سے نایاب تھا کہ ۱۹۹۰ء میں برادر بزرگ سید اویس علی سہروردی کی کوششوں سے یہ لاہور کی ایک مشہور علمی شخصیت محمد عالم مختار حق مدظلہ کی ذاتی لائبریری سے دستیاب ہوا۔ میں اِس سلسلے میں ہر دو شخصیات کا مشکور ہوں۔

عید میلاد النبی ﷺ ۱۴۱۶ھ اور عرس مبارک حضرت شیخ الاسلام ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی قدس سرہٗ کی مناسبت سے ہم اِسے دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس سعی کو شرفِ قبولیت سے نوازیں۔

میں اِس موقع پر حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام بزرگ مریدین اور متوسلین کا بہت مشکور ہوں جنہوں نے میری رہنمائی فرمائی، خصوصاً حضرت قبلہ حاجی معراج الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۹۸۹ء)، سمنانی کھوئی، لاہور، خلیفہ مجاز حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ۔ میں یہاں حضرت قبلہ صوفی محمد نذیر غوری ہجویری سہروردی دام برکاتہم کا بھی خصوصاً مشکور ہوں جن کی محبت میرے لیے ہمیشہ مہمیز کا کام دیتی ہے اور مجھے سلسلہ سہروردیہ کی خدمت کرنے کی تحریک ہوتی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تندرستی اور درازی عمر عطا فرمائے تاکہ آپ ہم جیسے گم گشتگان راہ کو منزل رسید کر سکیں۔

اِس موقع پر میں اُن تمام دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اِس کی اشاعت میں میری معاونت فرمائی، خصوصاً سید اویس علی سہروردی، نوید ممدوٹ، عدنان بن مراد، سید محمد انیس وغیرہم کا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو دُنیا اور آخرت کی سرفرازی بخشیں۔

سید عابد رسول سہروردی: مہتمم و ناظم نشر و اشاعت ادارہ معارفِ سہروردیہ

## باسمہ سبحانہٗ عزوجل شانہٗ

## ﴿تمہید﴾

مسلم بھائیو! ایک مسلمان کے لیے عقائد کا معاملہ جس قدر اہم ہے اُسی قدر فی زمانہ اس کی طرف سے عام تعلیم یافتہ طبقے کو ذہول (غفلت) ہو رہا ہے اور ضرورتِ تقلید فضولیات میں شمار کی جاتی ہے، حالانکہ اسلامی دُنیا میں ابتداء سے لے کر گیارہویں صدی ہجری تک کتبِ تاریخ سے کسی ایسے محدث، مفسر اور فقیہ کا پتا نہیں چلتا جو غیر مقلد ہو۔ اس عدم تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ دُنیا میں اِتباع ہوائے نفس کا دروازہ کھل گیا اور جس نے جو چاہا کہہ دیا۔ چنانچہ اسی بے راہ روی اور نا اہلی و بدلگامی کا یہ نتیجہ ہے کہ عقائد صحیح اسلامیہ کا جو حضرات اکابر ائمہ قرون ثلاثہ کا شعار تھا، تمام تار و پود بکھر گیا۔ قاعدہ ہے کہ جب عقائدِ باطلہ سیاہ خانہء عمل میں جاگزیں ہو جائیں تو بزرگانِ سلف کی نسبت سوءِ ظنی ہو کر دریدہ ذہنی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اسی عدم تقلید کے باعث فیضانِ روحانی کا بہ کلی سد باب ہو کر بدعقیدگی کی حد ہو چکی ہے۔

بارہویں صدی کے بعد سے آج تک فرقہء وہابیہ نے اتنا کام نہیں کیا جتنا اِس گروہ نے کیا ہے جو اگرچہ تمام اصول وہابیہ کا عامل ہے مگر اِس پر کوئی ظاہری اطلاق وہابیت کا عوام الناس نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کے عقائد سے جس طرح اہلسنت و جماعت کی تائید ہوتی ہے اُس سے صدہا درجہ بڑھ کر وہابیہ کو قوت پہنچتی ہے۔ حالانکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہابیہ کو بعض مسائل، مثلاً: امکان کذبِ باری تعالیٰ، امکان نظیر رسول اللہ ﷺ، نفیِ علمِ غیب رسول اللہ ﷺ وعدم جواز میلاد شریف، عدم جواز نذر و نیاز، عدم جواز استمداد اولیاء اللہ، عدم جواز اعراس اہل اللہ، وغیرہ وغیرہ میں اس جماعت سے اِس قدر تقویت مل گئی ہے کہ وہ اپنا جبہ اُتار کر اس کے زینت گلو کر چلے ہیں۔ اِس سے بحث نہیں کہ دیوبند میں رہیں۔۔یا۔۔ نانوتہ میں، گنگوہی ہوں۔۔یا۔۔نجدی، ہندی ہوں۔۔یا۔۔انبیٹھوی، تھانوی ہوں۔۔یا۔۔تحصیلوی، ہیں سب ایک ہی، اور حنفیت کے لباس میں اپنا اُلّو سیدھا کر رہے ہیں۔

میرے بعض سادہ لوح حنفی بھائی ان حنفی نما وہابیوں کے دامِ تزویر میں ایسے آگئے ہیں کہ خدا اور رسول خدا کی تحقیر اعتقاداً جائز رکھتے ہیں مگر اُن اپنے دوستوں کے حق میں ایک لفظ بھی نصیحت کا سننا پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کی ذاتیات سے کسی مسلم کو نہ پرخاش ہے نہ مودت۔ اگر ہے تو محض مذہب کا واسطہ ہے۔ پھر کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ اسی مذہب کی آڑ میں یہ لوگ توہین وتحقیر نبوی ﷺ اور اہانتِ شانِ الٰہی جائز رکھیں۔ خصوصاً یہ اثر انگریزی زدہ احباب نے زیادہ قبول کیا ہے جو علم دین کی خصوصیات اور اعتقادات



CamScanner

سے ناواقف ہوتے ہیں۔ آج کل 'مسئلہ علمِ غیب رسول اللہ' ان گلابی وہابیوں کی پوری پوری منکرانہ کوششوں کے ساتھ معرض بحث میں آیا ہوا ہے اور مسلمانوں کو اس عقیدہ پر رغبت دلائی جارہی ہے کہ حضور علیہ التحیۃ والسلام کو قطعی علمِ غیب نہ تھا۔ حالانکہ یہ عقیدہ تمام سلف صالحین کے خلاف ہے اور اس میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کی توہین اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں کسر شان بھی ہے۔ جو مسلمان سرکارِ دو جہاں ﷺ کو افضل الرسل اور سید المرسلین مانتا ہے، وہ یہ عقیدہ رکھ ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ہمیں قرآن کریم سے ایسے انبیاء علیہم السلام کی فہرست ملتی ہے جو اپنے مدارج میں علمِ غیب کا درجہ بھی رکھتے ہیں۔ پھر۔۔۔يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔۔۔ کے ارشاد نے تو تمام مسلمانوں کو ذہن نشین کرادیا ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ پر نبی کی معرفت ایمان لانا اور قرآن کریم کے نزول کے ساتھ علمِ نبوت اور اسرارِ رسالت کو کرشمہ غیب جان کر ماننا عین ایمان ہے۔ تمام قرآن کریم کو علومِ اوّلین وآخرین کا حامل نہ سمجھنا اور قرآن کریم کی معلومات اور علمی خزائن سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو علم اور سرِ الٰہی میں معلم نہ جاننا گمراہی ہے۔ انسانوں کو معرفتِ الٰہی کی جو تعلیم حضور ﷺ نے دی ہے، وہ تمام تر علمِ غیب کے ذریعہ تھی جس سے تمام دُنیا لاعلم تھی اور قرآن کریم نے اپنے حامل بانیِ اسلام کو فخر سے فرمایا ہے کہ 'اخبارِ غیب' سے عوام کو مطلع فرمایئے اور راہِ راست پر لایئے۔ ایسے کھلے دعوے کا اِنکار اگر اسلام سے دشمنی اور نبی غیب دان کی اہانت کرنا نہیں، تو کیا ہے۔

ہمیں کسی سے تعصب نہیں، عقیدہ کی اصلاح مقصود ہے۔ ہر مسلمان اس عام فہم اور مختصر رسالہ کو تعصب کی عینک اُتار کر مطالعہ کرے اور حقیقت پر عمل پیرا ہوجائے۔ دُعا ہے کہ مولا کریم لاعلمی، ضد اور جہالت کے مخمصوں سے ہر مسلمان کو نجات دے کر صراطِ مستقیم کی رہنمائی فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقیر یہ التجا کیے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اگر علمائے کرام اِس مسئلہ زیرِ بحث میں کوئی لفظی، اعتقادی، شرعی سقم اِس رسالہ میں معلوم فرمادیں تو بذریعہ تحریر عاجز کو مطلع کرائیں تاکہ دونوں گنہگاری اور معصیت کاری سے بچ جائیں۔ اور اگر اِس کو عمل کے لیے صحیح جان کر قبول فرمائیں تو بھی خاکسار کو اپنی تحقیق سے واقفیت بہم پہنچائیں۔۔۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# علمِ غیب کی حقیقت
# اور
# عقیدۂ علمائے اہلسنت

حضرات کسی مسئلہ پر بحث کرنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہوتا ہے کہ اس کی نوعیت کیا ہے اور قائل اس کی حقیقت کو اپنے عقیدہ اور خیال میں کس طرح جگہ دیتا ہے، کیونکہ اس وضاحت سے معترض بھی اعتراض میں تعجیل سے کام نہیں لیتا اور قائل بھی اپنے قول میں لغزش نہیں کرسکتا۔ جب ہم کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ 'علمِ غیب' کیا چیز ہے، نبی ﷺ اس کے کس طرح مستحق ہیں اور علمِ غیبِ الٰہی اور نبوی میں کیا مناسبت ہے، اور اِس عقیدہ کے رکھنے --یا-- نہ رکھنے سے مسلمان گنہگار تو نہیں ہوتا، پھر یقیناً ایک ذی علم اور ذی فہم بے تعصب انسان اِس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ علمِ غیبِ نبوی ﷺ پر اس کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اکثر رسائل کسی ضروری مسئلہ کی بحث کو لے کر معرض وجود میں آتے ہیں مگر ان کے مصنفین حضرات کی زبان درازی --یا-- بدکلامی عوام کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ایسی کتاب سے طبعاً متنفر ہو جائیں جس میں اخلاقی کمزوری سے کام لیا گیا ہو۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس رسالہ میں فضول گوئی کی جانب رخ بھی نہیں ہوگا۔ البتہ بعض اعتراض کے جواب اور نفس مسئلہ کے متعلق مختصر علمی بحثیں ہوں گی۔

سنیے! علمائے کرام، غیب کے متعلق کیا تعریف فرماتے ہیں اور ان کے نزدیک غیب کس چیز کو کہتے ہیں:

☆ ---تفسیر کبیر: جلد اوّل، ص ۱۶۹ سطر ۲۷، طبع مصر، میں ہے:

ان الغیب ھو الذی یکون غائبا عن الحاسه — یعنی غیب وہ ہے جو حاسہ سے باہر ہو
---یعنی حواس خمسہ، دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے، چھونے سے الگ ہو۔

☆ ---تفسیر عزیزی: شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جلد اوّل سورۂ بقرہ، ص ۵۷ سطر ۲۸، میں کہتے ہیں:

غیب نام آں چیز است کہ اَز ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ خارج باشد
---یعنی غیب وہ چیز ہے جو حواس ظاہری و باطنی کے اِدراک سے خارج ہو،

یہی تعریف غیب کی، تفسیر عزیزی جلد دوم، ص ۲۰۵ سطر اوّل، میں شاہ عبد العزیز صاحب نے فرمائی ہے اور اسی کے ماتحت ہمیں سرور کائنات ﷺ کا علم ثابت کرنا ہے اور اسی کے ماتحت اہلسنت



CamScanner

کے عقیدہ کا اظہار ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ علماء کرام اہلسنت حضور سرورِ دوعالَم تاجدارِ عرب وعجم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے نہ جمیع غیوبِ نامتناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں اور نہ حضور ﷺ کے علم کو مقابلۂ علم الٰہی سے کوئی نسبت دیتے ہیں، اور یہ بھی عقیدہ نہیں رکھتے کہ ذرہ کو آفتاب سے، قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے یہی خالق ومخلوق میں متصور ہو جائے۔ کیونکہ خدا اور رسولِ خدا میں مماثلت اور مساوات سوءِ ادبِ باری تعالیٰ ہے۔ تمام مخلوق کے علوم علمِ الٰہی کے حاضر میں اقل قلیل اور کوئی ہستی نہیں رکھتے۔ ہم نہ مثل اور برابر کے قائل کہ خدا اور رسولِ خدا ﷺ کے علمِ غیب کو ایک کر دکھائیں، اور نہ عطائے الٰہی اور فضائلِ احمدی کے منکر کہ شانِ نبوی ﷺ کو گھٹائیں اور خداوندِ عالَم کے ذمہ اِمکانِ کذب کے بہتان لگائیں۔

معترضین کا یہ کہنا، کہ علمائے اہلسنت خدا کے علمِ غیب اور رسولِ خدا کے علمِ غیب میں برابری اور مماثلت کر دیتے ہیں، محض بہتان اور علمائے اہلسنت پر صریح افتراء ہے۔ یہ عقیدۂ ضالہ، بفضلہٖ تعالیٰ علمائے اہلسنت سے کسی ایک کا بھی نہیں۔ ہاں! مخالفین کی طرح منکرِ علمِ غیبِ رسول اللہ نہیں ہیں۔ یہ ضرور مانتے ہیں کہ۔۔۔ 'بعد اَز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'۔۔۔ اور ایسی وسیع فضیلت کے لیے وسعتِ علم بھی ایسا ہی ہونا مانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی روحِ اقدس سے عالَم کی کوئی چیز، عرشی ہو۔۔یا۔۔فرشی، دُنیا کی ہو۔۔یا۔۔آخرت کی، پردۂ حجاب میں نہیں ہے۔ حضور ﷺ سب کے عالِم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور ﷺ پر ظاہر و روشن ہے۔ مگر حضور ﷺ کے اس۔۔۔علم کو علمِ الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ کیونکہ علمِ الٰہی غیر متناہی سے کوئی مساوات کا تعلق ہی نہیں ہوتا۔ ہاں اتنی وسعتِ علم دیکھ کر اگر مخالفین سٹ پٹا جائیں کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کے لیے مان لیا اور خدا کے پاس اب اِس کے سوا باقی کیا رہ گیا ہوگا، اور اُن کی تنگ ظرفی علمِ الٰہی کو بھی محدود اور نہایت کم استعداد کا خیال کرے، تو یہ اُن کی اپنی کوتاہ نگاہی ہے کہ علمِ الٰہی کو عالَم میں منحصر خیال کریں۔۔یا۔۔علمِ متناہی کے برابر ٹھہرائیں۔

اہلسنت علمِ الٰہی کو محدود نہیں مانتے اور نہ علمِ متناہی سے مماثلت کر کے علمِ قدیم اَزلی سے جس کے معلومات بے انتہا ہیں، کوئی مزاحمت کراتے ہیں۔ کیونکہ علمِ قدیم کی معلومات اِس عالَم میں منحصر نہیں اور ظاہر ہے کہ اسرارِ ربوبیت واوصافِ الوہیت جو غیر متناہی ہیں، اِس عالَم ہی سے نہیں۔ ہم حضور ﷺ کے علم کو عطائے الٰہی کا اقرار کرتے ہوئے اُس وسعت کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں جو حضور کو عطا فرمائی گئی اور علمِ الٰہی کو اُس کی بے مثال عظمت کے ساتھ ذاتی اور مخصوص بحق مانتے ہیں۔ دَر حقیقت یہ مغالطہ اُن ہی لوگوں کو ہے جو رسولِ خدا ﷺ کے علم کے مقابلہ میں علمِ الٰہی کو بھی محدود اور متناہی خیال کرتے ہیں اور خداوندِ عالَم کے علم کی تنقیص کرنے میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ لوگ اللہ ﷻ کی قدرت اور علم سے واقف ہوتے تو یہ

رسول خدا ﷺ کے علم کی وسعت کا اِنکار نہ کرتے ہوئے اہلسنت والجماعت کو مساوات کرنے کا الزام نہ لگاتے۔ اور حقیقت میں بات یہ ہے کہ مدارج نبوت اور مراتبِ رسالت کے کمالات کا وہی منکر ہوسکتا ہے جو خداوندِ عالَم کی قدرت وعظمت سے بے خبر ہو۔

'کتاب الابریز' کے مصنف اِسی کتاب کے ص ۴۳ میں اپنے شیخ کی نسبت دے کر فرماتے ہیں کہ:

اِس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی ﷺ کی ہے کہ اس روح پاک سے عالَم کی کوئی چیز پردہ میں نہیں۔ یہ روح مقدس عرش اور اس کی بلندی پستی، دُنیا وآخرت، جنت ودوزخ سب پر مطلع ہے، کیونکہ یہ سب اِسی ذاتِ مجمع کمالات کے لیے پیدا کی گئی ہیں، صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم۔ آپ کی تمیز ان جملہ عالَموں کی خارق ہے۔ آپ کے پاس اجرامِ سمٰوات کی تمیز ہے کہ کہاں سے پیدا کیے گئے، کیوں پیدا کیے گئے اور کیا ہو جائیں گے، اور آپ کے پاس ہر آسمان کے فرشتوں کی بھی تمیز ہے اور اِس کی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب پیدا کیے گئے اور کہاں جائیں گے۔ ان کے اختلافِ مراتب اور منتہائے درجات کی بھی تمیز ہے اور ستر ۷۰ پردوں اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے۔ عالَمِ علوی کے اجرام، تیرہ ستاروں، سورج، چاند، لوح وقلم، برزخ اور اس کی ارواح کا بھی ہر طرح امتیاز ہے۔ اِسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوق خشکی اور تری کا بھی حال معلوم ہے۔ اِسی طرح تمام جنتیں اور ان کے درجات اور ان کے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات سب خوب معلوم ہیں۔ لیکن اِس علمِ نبوی ﷺ کی علمِ قدیمِ اَزلی سے کوئی نسبت نہیں۔ اس لیے کہ اُس کی معلومات بے انتہا ہیں۔

اِس کی وضاحت 'منہاج النبوت'، ترجمہ 'مدارج النبوت'، جلد اوّل، ص ۳۴۶ سطر ۵، میں یوں فرمائی گئی ہے:

فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى ﴿۵۳:۱۰﴾ یعنی وحی کیا پروردگار نے طرف اپنے بندے کے

وہ کچھ وحی کیا بطریق الہام کے۔ یعنی وحی کیا سو کیا، خدا جانتا ہے۔۔۔یا۔ اُس کا رسول، دوسرا کیا پا سکتا ہے۔ تمام علوم اور معارف، حقائق اور بشارات، اشارات اور اخبار، آثار اور کرامات وکمالات جو اس الہام کے احاطہ میں داخل ہیں اور تمام کو یہ شامل ہے اور کثرت اور عظمت سے ہے جو 'ملہم' لایا اور بیان نہ کیا، ان اشارات کے تئیں اوپر اِس بات کے کہ سوائے علام الغیوب کے اور اُس کے رسول محبوب ﷺ کے کوئی اُس پر احاطہ کرنے والا نہیں ہوسکتا۔

ان ہر دو ۲ عبارتوں سے رسول خدا ﷺ کے علم کی نسبت معلوم ہوگیا ہے کہ وہ کس قدر ہے کہ

باوجود اِس طرح ماننے کے 'علمِ الٰہی' سے اس کی کوئی مماثلت نہیں ہوتی۔ ہم ان شاءاللہ اس کو دو ۲ عنوانوں سے علیحدہ علیحدہ اِس رسالہ میں درج کرتے ہیں تاکہ 'علمِ الٰہی' اور 'علمِ نبوی' کی مماثلت اور مساوات کا شبہ نکل جائے اور یہ بھی معلوم ہوجائے کہ سلف صالحین نے 'علمِ الٰہی' کے متعلق کیا عقیدہ رکھا ہے اور علمِ نبوی ﷺ کو کس مرتبہ تک تسلیم کیا ہے اور اس کو خدا کے علم کے برابر نہ جان کر کفر اور شرک کے موجودہ فتووں سے محفوظ مامون رہے۔ وباللہ التوفیق۔

## ﴿عقیدہ اوّل۔۔۔علمِ اللہ تبارک وتعالیٰ میں﴾

☆۔۔۔صحیح بخاری: جلد دوم صفحہ ۶۷۱ سطر ۴، مطبوعہ مصر، قصہ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام۔

فَلَمَّا رَكِبَ فِي السَّفِينَةِ فَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَامُوسٰى مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُورُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ (الحدیث بلفظه،٦٢٥)۔

موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو ایک چڑیا کشتی کے کنارے آکر بیٹھی اور اُس نے اپنی چونچ کو سمندر میں ڈبو دیا۔ پس خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ تمہارا علم اور میرا علم اور سارے جہانوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اِتنا ہے جتنا چڑیا نے سمندر میں سے اپنی چونچ میں لیا۔

☆۔۔۔شرح عقائد: علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ (ص ۲۷):

معلومات اللّٰہ تعالیٰ اکثر من مقدوراته مع لا متناهيهما

اللہ تعالیٰ کی معلومات مقدورات سے بہت زیادہ ہیں باوجود اِس کے کہ دونوں کی کوئی انتہا نہیں (معلومات کی اور مقدورات کی)

☆۔۔۔شرح مواقف مواقف ثانی علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ :

واعلم ان معلومات اللّٰہ تعالیٰ اکثر من مقدوراته مع ان کل واحد منهما غیر متناة

جان لو، تحقیق اللہ تعالیٰ کی معلومات بہت زیادہ ہیں۔ اُس کے تقدیر کیے ہوئے سے، باوجود اِس کے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے غیر منتہی ہیں

☆۔۔۔حاشیہ بیضاوی میں علامہ خفاجی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ان معلومات اللّٰہ تعالیٰ لا نهاية لها وغیب السمٰوٰت والارض وما یبدونه وما یکتمونه

قطرة منها.

تحقیق اللہ تعالیٰ کی معلومات کی انتہا نہیں ہے اور غیب آسمانوں کا اور زمینوں کا اور جو کہ ظاہر کرتے ہیں اور چھپاتے ہیں اُس کے سامنے ایک قطرہ کی طرح ہے

☆۔۔۔کیمیائے سعادت میں امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وهیچ سلیم دل نبود که ایں قدر نداند که علم فرشگان و آدمیان در جنب علم حق تعالیٰ ناچیز است. وهمه راگفته که۔۔۔ "وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا" ﴿۸۵:۱۷﴾

کوئی سلیم دل نہیں جو اس قدر نہ جانے کہ علم فرشتوں اور آدمیوں کا علم حق تعالیٰ کے حضور میں ناچیز ہے، اور اُس نے سب کو فرما دیا ہے۔۔۔ کہ تم علم سے بہت تھوڑا دیئے گئے ہو

الغرض اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے یہ عقیدہ علمائے اسلام اہلسنت کا ہے جو مشتے نمونہ اَز خروارے دو چار کتب سے بالاختصار نقل کر دیا ہے تا کہ معترض بھائی کو یاد رہے کہ ہم اِس میں یعنی 'علم الٰہی' میں کسی مساوات و مماثلت کے معتقد نہیں ہیں۔ اور 'علم الٰہی' میں آدمیوں۔۔یا۔۔فرشتوں۔۔یا۔۔جنوں۔۔یا۔۔دیگر کائنات سے کسی کے علم کو مساوات دینا ایک کھلی ہوئی گمراہی اور شرک ہے۔۔۔نعوذ باللہ من الضلالة والشرک۔

## ﴿عقیدۂ دوم۔۔۔علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾

یہاں یہ ذکر کر دینا بے محل نہ ہو گا کہ ہمارے بعض بھائی بغیر دیکھے سنے اہلسنت کو طعن کرتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے مشرکانہ عقیدہ کے ماتحت مراتب علم ونعت میں خداوندِ عالم جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کو برابر کر دیتے ہیں اور اِس قدر بڑھاتے ہیں کہ تمیز ہی نہیں چھوڑتے۔ مگر یہ بات ہماری سمجھ میں آج تک نہیں آئی کہ بڑھانے گھٹانے کا معاملہ اُن بھائیوں نے کہاں سے ثابت کیا ہے۔ علماءِ اہلسنت تو پکار پکار کر فرما رہے ہیں کہ ہم اِس سے بری الذمہ ہیں اور ہمیں اس عقیدہ سے دُور کا تعلق بھی نہیں۔ ہاں! عنایاتِ ایزدی کا رسول خدا کی نسبت اقرار ضرور کرتے ہیں، کیونکہ اس کے تسلیم کیے بغیر کوئی مؤمن مؤمن نہیں ہو سکتا۔

کس قدر تعجب انگیز یہ امر ہے کہ خدا کے دیئے ہوئے کی بھی نسبت کرنا ہندوستان کی مذہب انگیز زمین میں کفر اور شرک سے تعبیر کیا جاتا ہے جو سراسر شان نبوی ﷺ میں تعصب اور نفسانیت کے



CamScanner

مترادف ہے۔ خدا اگر اپنے محبوب و مختار نبی (فداہ امی وابی) ﷺ کو اپنے انعام سے مالا مال فرماتا ہے تو اِس میں متعصبین کو چون و چرا کا کیا حق ہے؟ کیا وہ 'علمِ الٰہی' کی کوئی حد مقرر کرتے ہیں جس کے ساتھ برابری کا شبہ اُن کو دن رات رسول خدا ﷺ کی طرف سے بے چین رکھتا ہے۔ اور اگر وہ بے حد اور بے انتہا ہے، تو اس برابری کی غیرت کے کیا معنی ہیں۔ ہم اس شبہ کو پھر یہاں صاف کرتے ہیں اور ایک دو حوالہ جات سے دکھاتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ علمِ غیب رسول اللہ ﷺ کے متعلق کس طرح ہے۔ باقی حوالہ جات کسی دوسرے مقام پر اسی رسالہ میں بطور ثبوت پیش کریں گے جس سے علمِ غیب رسول اللہ ﷺ کی وضاحت ہو جائے گی۔

۔۔۔معلوم ہونا چاہیے کہ علمِ غیب کی تقسیم دو۲ طرح پر ہے:

اوّل: حقیقی، استقلالی۔۔یا۔۔ذاتی۔

دوم: اضافی، وہبی۔۔یا۔۔ تعلیمی۔

پہلی قسم کا علمِ غیب جو بلا کسی وسیلہ ۔۔یا۔۔ذریعہ کے ہے، بالاستقلال ذاتی ہے اور وہ خاص اللہ تبارک وتعالیٰ کے واسطے ہے۔ اور دوسرا علمِ غیب جو اضافی ۔۔یا۔۔وہبی۔۔یا۔۔ تعلیمی ہے، وہ آنحضرت ﷺ اور اولیائے کرام کو ثابت ہے، جس کا ہم آگے چل کر بفضلہٖ تعالیٰ وضاحت سے ثبوت پیش کریں گے۔ اگر باور نہ ہو تو لیجیے سب سے پہلے ہم معترض صاحب کے ایک ہم عقیدہ بزرگ کی تحریر پیش کرتے ہیں کہ وہ اِس عقیدہ میں کیا کچھ اظہار کرتے ہیں۔ دیکھو کتاب 'صراط مستقیم' مولوی اسمٰعیل دہلوی، صفحہ۱۰۱ سطر۲:

(الف)۔۔۔وہمچین اصحاب این مراتب عالیہ وارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت می باشند. واین کبار اولی الاید والابصار ورا میرسند کہ تمامی کلیات را بسوئے خود نسبت نمایند مثلاً ایشان را میرسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما است۔۔۔ الآخر.

(ب)۔۔۔افادہ برائے انکشاف حالات سموات وملاقات ارواح وملائکہ وجنت ونار واطلاع بر حقایق آنمقام ودریافت اکمنہ آنجا وانکشاف امرے از لوح محفوظ ذکر یا حی یاقیوم است. (بلفظہ ص ۱۱۳ سطر ۷)

(ج)۔۔۔افادہ برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا وسیر اکمنہ زمین و آسمان وجنت ونار واطلاع...بر لوح محفوظ مشغل دورہ کند وطریقش در فصل اول مفصلاً مذکور شد....الاخر (صفحہ ۱۱۷ سطر ۸)

۔۔۔یہ ہے دستاویز مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی: وہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ہستی الگ رہی



CS CamScanner

صرف اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے یہ مراتب ہیں کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے حالات اور دوزخ وجنت کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع پانا ان کا ثابت ہے۔ اور یہ بھی استحقاق لکھتے ہیں کہ ان کو یہ بھی جائز ہے کہ وہ یہ بات بھی کہہ دیں کہ عرش سے لےکر فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے۔

معلوم ہوگیا کہ جب اولیائے کرام کا تمام جہانوں پر تصرف ہے اور علم غیب جو لوح محفوظ پر ہے کی اطلاع ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے علم کے سامنے اولیاء کا علم ایک قطرے کی بھی مقدار میں نہیں، تو پھر آنحضرت ﷺ کے تصرف اور علم کا کیا اندازہ ہوگا۔

☆۔۔۔تفسیر روح البیان کے ص ۳۷۵ پر ایک عبارت یوں ہے کہ:

قال شیخنا العلامه بقاه الله بالسلایھتت۷یم مننه فی الرساله الرحمانیة فی بیان الکلمة العرفانیة علم اولیاء من علم الانبیاء بمنزلة قطرة من سبعه بحر وعلم الانبیاء من نبینا محمد ﷺ بهذا المنزلة وعلم نبینا من علم الحق سبحانه بهذه المنزلة

'رسالہ رحمانیہ فی بیان کلمة العرفانیة' میں ہے کہ علم اولیاء اللہ کا، علم انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں سات ۷ سمندروں میں سے ایک قطرہ ہے اور علم تمام انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ میں علم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ایسا ہی ہے جیسے سات ۷ سمندروں سے ایک قطرہ، اور علم سرورِ عالم ﷺ کا علم الٰہی ﷻ کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے جیسے ایک قطرہ۔

☆۔۔۔زرقانی شرح مواہب الدنیہ میں حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

کہ نبوت اُس چیز سے عبارت ہے جس کے ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے۔

☆۔۔۔ایک یہ: کہ جو امور اللہ تعالیٰ اور اُس کی صفات اور فرشتوں اور آخرت کے متعلق ہیں، نبی اُن کے حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرتِ معلومات اور زیادتِ کشف و تحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔

☆۔۔۔دوم یہ: کہ اُن کی ذات میں ایک ایسا وصف ہوتا ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں۔

☆۔۔۔سوم یہ: کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور اُن کا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح کہ بینا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہے۔

☆۔۔۔چہارم یہ: کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کا اِدراک کر لیتا ہے۔



CamScanner

اِس عبارتِ امام غزالی علیہ الرحمہ سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا اور کثرت معلومات زیادتی کشف و تحقیق میں اور سب سے ممتاز فرمایا ہے۔ افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی ہے جیسے ہم کو حرکاتِ ارادیہ کی، کہ ہم جب چاہیں حرکت کریں۔ ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال خارقہ ظاہر فرمادیں۔ ایک صفت ایسی ہے جس سے وہ ملائکہ کو اِس طرح دیکھتے ہیں جس طرح بینا اندھے کے مقابلے میں دیکھتا ہے اور ایک صفت غیب کی ایسی عنایت فرمائی جس سے غیب کی آئندہ باتیں وہ جانتے ہیں۔

کیوں صاحب! امام غزالی بھی اُس فتویٰ کا شکار ہیں جس سے موجودہ اہلسنت پر مشرکانہ نوازش ہوتی ہے۔۔۔یا۔۔۔ مستثنیٰ ہیں؟

کون کہتا ہے کہ نبی کا علم غیب خدا کے برابر ہے، اور کون کہتا ہے کہ خدا اگر عطا کرے تو بھی شرک کہتے چلے جاؤ۔ اگر خدا کا عطیہ ماننا بھی شرک ہی ہے اور نبی کو اُن کے اوصاف سے متصف ماننا گناہِ کبیرہ ہے تو ڈر ہے کل کو یہ نہ کہنے لگ جاؤ کہ۔۔۔ لا الٰہ الا اللہ۔۔۔ کے ساتھ یہ۔۔۔ محمد رسول اللہ۔۔۔ کیسا مخلوقی جز ہے؟ لہٰذا مسلم وہی ہوسکتا ہے جو صرف توحید الٰہی کے ماتحت۔۔۔ لا الٰہ الا اللہ۔۔۔ ہی پڑھے۔ محمد رسول اللہ کہنے سے ایک وقت میں مماثلت ہوجاتی ہے، لہٰذا شرک ہے۔

یہاں مثال کے طور پر ایک اور حوالہ درج ذیل کیا جاتا ہے جس سے واضح ہوجائے گا کہ متقدمین اسلام غیب پر کسی مخلوق کے مطلع ہونے کے قائل تھے۔۔۔یا۔۔۔ نہیں، اور یہ عقیدہ جس پر اہلسنت قائم ہیں غلط ہے۔۔۔یا۔۔۔ صحیح۔ اِس کے بعد ہم وہ آیات قرآنی اور احادیث و اقوال سلف صالحین علیحدہ علیحدہ تقسیم ابواب کے ساتھ ثبوت میں پیش کردیتے ہیں جس سے سرور کائنات ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا علیٰ قدرِ مراتب مطلع اَز غیب ہونا ثابت ہوجائے گا اور ان احادیث و اقوال پر بھی بقدر حاجت بحث کریں گے جن کو منکرین علم غیب رسول اللہ ﷺ، عوام کو بداعتقاد کرنے کے لیے اپنے دلائل میں پیش کیا کرتے ہیں۔ اِس کے بعد مخالف مطابق کو حق کے قبول کرنے میں اختیار ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

وہ حوالہ جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے یہ ہے۔ ملاحظہ ہو:

۔۔۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ المفاتیح، جلد ا، صفحہ ۵۴ میں تحریر فرماتے ہیں:

فان للغیب مبادی ولواحق فمبادیہ لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی ومرسل واما اللواحق فھو ما اظھرہ اللہ علی بعض احبائہ لوحہ علمہ وخرج ذلک عن الغیب المطلق وصار غیبا اضافیا وذلک اذا تنور الروح القدسیۃ وازداد نوریتھا واشرقھا

بالعراض عن ظلمه عالم الحس وتحليه مراة القلب عن صدأ الطبيعة والمراضية على العلم والعمل وفيضان الانوار الالهية حتى يقوى النور وينبط فى فضاء قلبه فتنعكس فيه النقوش المرتسمة فى اللوح المحفوظ ويطلع على المغيبات وينصرف فى العالم السفلى بل يتجلى حينئذ الفياض الاقدس بمعرفة التى هى اشرف العطايا فكيف بغيرها

خلاصہ یہ ہے کہ غیب کے مبادی پر کوئی فرشتہ مقرب و نبی مرسل مطلع نہیں۔ البتہ غیب کے نورِ حق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہے۔ جس کے علوم میں سے ایک لوح کا علم بھی ہے اور یہ غیب اضافی ہے اور یہ اُس وقت حاصل ہوتا ہے کہ جب روح قدسیہ منور ہوتی ہے اور عالمِ حس کی ظلمت اور تاریکی، اعراض کرنے، دِل صاف ہونے، علم وعمل پر مواظبت کرنے، اور انوارِ الٰہیہ کے فیضان کے باعث اُس کی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے دِل میں نور قوی اور منضبط ہو جاتا ہے، لوحِ محفوظ کے نقوش اُس میں منعکس ہو جاتے ہیں اور یہ مغیبات پر مطلع ہو جاتا ہے، عالمِ سفلی میں تصرف کرتا ہے بلکہ اس وقت خود فیاضِ اقدس جل جلالہ اپنی معرفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور یہی بڑا عطیہ ہے۔ جب یہی حاصل ہو جائے تو اور کیا رہ جائے گا۔

اِس عبارت سے یہ پورے طور پر واضح ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احباب کے دل میں ایسا روشن نور عطا فرماتا ہے جس میں لوحِ محفوظ اِس طرح منعکس ہو جاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت۔ اِس نورِ پاک سے اللہ تعالیٰ کے احباب غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں، عالَم میں تصرف کرتے ہیں، بلکہ خود اللہ کریم اُن کے دِلوں میں تجلی فرماتا ہے۔

چونکہ اہلسنت و جماعت تو جمیع انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین کو اور اولیائے کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کو اللہ کے دوستوں اور احباب سے مانتے ہیں، اس لیے یہ رتبے اُن کو حاصل ہونا بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جن کوتاہ نگاہوں کے نزدیک انبیاء اور اولیاء، اللہ کے احباب سے نہیں ہیں وہ علمِ غیب کسی ایسے کو نسبت کر دیں۔ جس کو اس کا مستحق خیال کریں، جیسے منکرین کی کتاب 'براہینِ قاطعہ' مؤلفہ خلیل احمد انبیٹھوی (ص ۴۷) میں لکھا ہے کہ:

'شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے'۔

یہ ہے عقیدہ اُن کا جو علمبرداران توحید کہلاتے ہیں اور دوسروں کو شرک سے متہم کرتے ہیں۔ کیا مؤمن کی شان یہی ہے کہ احساناتِ رسول اللہ ﷺ کو تعصب کے پردے میں ڈال کر یہ ایمان رکھے



CamScanner

۔۔۔'شیطان اور ملک الموت کا علم تو نص قطعی سے ثابت ہے اور رسول اللہ ﷺ کو کوئی علم غیب نہیں، اور نہ اس پر کوئی نص قطعی دلیل ہے'۔۔۔ کیا ایسے علماء شیطان کی نافرمانی کا درجہ محبانِ الٰہی سے زیادہ وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں جو علم غیب جیسا انعام الٰہی اس کی تفویض میں دینا منظور فرماتے ہیں۔

کتاب 'حفظ الایمان' کے صفحہ ۷، ۸ پر مولوی اشرف علی صاحب بھی علم غیب نبوی ﷺ کی نفی کرتے اور مندرجہ بالا عقیدہ کی تائید میں یہاں تک غصے میں آ کر لکھ مارتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ پر 'عالم الغیب' کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اُس غیب سے مراد 'بعض' ہے یا 'کلی' غیب۔ اگر 'بعض علومِ غیبیہ' مراد ہیں تو اِس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے، کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

اِس مضمون سے اُن 'عاشقانِ نبوت' کے قلبی پیار کا پتا چل گیا ہوگا کہ اوّل تو حضور ﷺ کے علم غیب کلی کی نفی کرتے ہیں کہ یہ مماثلت باری تعالیٰ ہے اور شرک ہے۔ پھر جب علم غیبِ نبوی ﷺ عطائی، وہبی، اضافی، سامنے آتا تو معلوم کرتے ہیں کہ اس کے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔ اس کو خصوصیاتِ نبوی سے نہیں مانتے اور اس کے مقابلہ میں نبی کی ذات کے سامنے دیوانوں، لڑکوں، حیوانوں کو لا کر ان کو علم بعض جزئی تسلیم کر کے پھر اُن کے بعد نبی کی ذات کو بطریق لعن ذکر کیا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ کلی ہم نہیں مانتے اور جزئی میں حیوانات بھی شامل ہیں۔ لہٰذا حیوانات کا تسلیم کر لو اور سرکارِ دو جہاں ﷺ کے لیے نہ کلی نہ جزئی تسلیم کرو۔ اگر دونوں سے ایک بھی ہم نے مان لیا تو پھر اہلسنت ہو گئے۔ پھر اپنی پنتھ سازی تو محض سہو ہو کر رہ جائے گی اور جن بھیڑوں کو مشترکہ گلے کے جانوروں کی طرح ہم نے نشان اور رنگ لگا رکھا ہے، یہ بھی ہاتھ سے جاتی رہیں گی۔ کیا اسلام میں ہمارے لیے تعلیم ہے، پاگل اور جانوروں اور چوپایوں اور ڈھور ڈنگروں کو بھی حاصل ہے، جیسا رسول اللہ سرور عالم ﷺ کی نعوذ باللہ کوئی خصوصیت علم غیب کی نہیں، ایسا علمِ غیب زید و عمر بلکہ ہر لڑکے کو ہے۔ یہ ہے ایک توحید پرست مسلمانوں کے مذہبی پیشوا کا عقیدہ۔ نعوذ باللہ من ھٰذا الخرافات۔

معلوم نہیں ہوتا کہ ایک ذی علم عالم نے رسول خدا ﷺ کی تحقیر میں تمام جاندار اجسام کا علم غیب جزئی تو تسلیم کر لیا ہے مگر نبی مکرم ﷺ کے حق میں اس عطیہ ربانی کو ذکر کرتے اور اعتقاد رکھتے کیوں شرم آتی ہے، اور وہ کون سی چیز ہے جو سرکارِ دو جہاں ﷺ کی شانِ امتیازی کے تسلیم کرنے سے باز رکھتی ہے۔

محمد تاجدار کشور اسرار شاہی ہے    سراپا علم ہے اعجاز ہے سر الٰہی ہے

۔۔۔اور سنو! کتاب ’ابریز‘ کے ص ۲۶۴ پر ایک عبارت آتی ہے جس کی تلخیص ہم یہاں درج کرتے ہیں کہ:
تحقیق اگر زندہ رہیں جبرائیل علیہ السلام ایک لاکھ برس سے دوسرے لاکھ برس تک ۔۔یا۔۔اِس قدر زندہ رہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں، تو بھی معرفتِ سرورِ عالَم سے اور اُن کے علم سے جو اُن کو اُن کے رب سبحانہ وتعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، چوتھا حصہ بھی نہیں پائیں گے۔اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام زیادہ علم والے ہوں سرورِ دوجہاں ﷺ سے، حالانکہ جبرائیل علیہ السلام اُن ہی کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔(منیر الدین)

**درر الغواص عن فتاوی علی الخواص حضرت علامہ اجل امام وھاب الدین شعرانی** رحمۃ اللہ علیہ **صفحہ ۸۰.**

**قال ولما لقن رسول اللّٰہ ﷺ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ وخلع علیہ ذلک صار قول عندی من العلم الذی اسرہ الی رسول اللّٰہ ﷺ ما لیس عند جبرائیل ولا میکائل فقال لہ ابن عباس کیف ذٰلک یا امیر المؤمنین فقال ان جبرائیل علیہ السلام تخلف عن رسول اللّٰہ ﷺ لیلۃ الاسراء وقال مامنا الا لہ مقام معلوم فلا یدری ما وقع بعد ذلک لرسول اللّٰہ ﷺ**

یعنی کہا اور جب تعلیم کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس تلقین کو پیش کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میرے پاس اُس علم میں سے جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا، وہ علم بھی ہے جو جبرائیل ومیکائیل علیہم السلام جیسے فرشتوں کے پاس بھی نہیں ہے۔اِس بات پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے سوال کیا، اَے امیر المؤمنین! کس طرح ہے یہ؟ یعنی اِس کا مطلب کیا ہے؟ پس جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔۔۔تحقیق! جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے رسول خدا ﷺ سے شبِ معراج میں، اور کہا جبرائیل علیہ السلام نے۔۔۔کہ ہم میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں جس کے لیے ایک خاص حد نہ مقرر ہو بلکہ ہر ایک کے لیے ایک مقام معین ومقرر ہے کہ وہ اُس سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ پس نہیں جانتے جبرائیل علیہ السلام جو کچھ بعد اس کے رسول خدا ﷺ پر واقعہ ہوا جب وہ الگ ہوگئے اور یہ اپنے مقام پر رہ گئے تھے۔

کیا میرے اشرف المخلوقات دوستوں کو اب بھی اپنی فضیلت اور رسول خدا ﷺ کے علم واختیار کا احساس نہ ہوگا۔جب اپنے علم کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول خدا ﷺ کی وساطت سے معلومات بڑھنے پر جبرائیل علیہ السلام پر فوقیت ظاہر فرماتے ہیں، سرکارِ دوعالَم تاجدارِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی علمی کیفیت تو اِن اقوال سے کہیں بالاتر ہے۔

اب یہ عبارت اور کلام تو کسی معمولی شخصیت کا نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے جن کی نسبت فرمایا



CamScanner

گیا ہے کہ ۔۔۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا ۔۔۔ فرمایا حضور ﷺ نے ۔۔۔ 'میں علم کا شہر ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کے دروازے ہیں'۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اِس سند پر بھی منکرین کو اگر سمجھ نہ آئے تو پھر ان سے خدا سمجھے اور سب کو عقائدِ صالحہ کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین۔

## ﴿افضل الرسل ﷺ کی غیب دانی پر آیاتِ قرآنی﴾

اِس اجر کا ہر مسلمان کو اعتراف ہے کہ اہلِ اسلام کو حوادثِ روزگار کے بحرِ ناپیدا کنار کی طوفانی موجوں سے بچنے کے لیے دو[۲] سفینے خدا نے عطا فرمائے ہیں۔ ایک 'قرآن کریم' اور دوسرا 'احادیثِ نبوی' ﷺ۔ ان ہر دو[۲] اشارات میں محض خوش اعتقادی کے ماتحت ہمارا ایمان ہی نہیں بلکہ ایک یقینی طور پر قابلِ اعتراف حقیقت ہے کہ انسانوں اور بالخصوص مؤمنین کی تمام ظاہری و باطنی، صوری و معنوی نقائص اور بیماریوں کے لیے نسخہ شفا اور تمام تر اُمورات دُنیوی و اُخروی کا حل اور تمام گزشتہ و آئندہ پیش آنے والے واقعات کا علم اور تمام کائنات کے ذرہ ذرہ کا تفصیلی تذکرہ درج ہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ قرآن کریم تمام ترین علومِ اوّلین و آخرین کا حامل ہے۔ جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے اور ہوگا، یہ مکمل کیفیت قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔ یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ ہمارے فہم و ادراک کا نقص اُس کو معلوم نہ کر سکے۔ لیکن قرآن کریم کا یہ دعویٰ قابل پذیرائی ہے کہ اِس میں ہر چیز کا اور ہر وقت کا ہر امر کے متعلق ہر شخص اور ہر زمانہ کے لیے مکمل بیان اور کامل ترین علم موجود ہے اور دلائل کے لحاظ سے ایک نہیں بیسیوں آیات شاہد ہیں۔ اس نے نقصِ تعلیم کے متعلق تمام جہان کو نوٹس دے رکھا ہے کہ کوئی میری جامع تعلیم کے سامنے اور فصاحت و بلاغت کے مدمقابل ہو کر مجالِ دم زدن نہیں رکھتا۔ جن لطیف الفاظ اور پیرائیوں میں اس نے اپنے انعاماتِ الٰہیہ کی تقسیم فرمائی ہے غیر کے لیے اُن کی کثرت کے باعث فہم و اِدراک میں لانا محال ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ایک کج فہم، قرآن کریم سے جس مسئلہ کی تفہیم نہیں رکھتا، اُس سے منکر اور اُس کے ایمان رکھنے والوں پر معترض ہو جاتا ہے، اور اِسی جہالت کے ماتحت یہ تمام 'ناری فرقہائے ضلالہ' پیدا ہو رہے ہیں۔ مگر حقیقت یوں ہے کہ:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم      چشمہ آفتاب را چہ گناہ

دیکھو قرآن کریم کے علوم کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ہی فرماتا ہے اور اُن آیات کا درج کرنا یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ پتا چل جائے کہ قرآن کریم کن کن علمی معلومات کا حامل ہے اور

رسول خدا ﷺ تو اِس سے زیادہ جاننے والے ہیں۔جیسا کہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مجھے قرآن کریم ملا ہے اور اِسی کی مانند ایک اور جو وحی خفی ہے۔اِس حدیث شریف کو اِسی رسالہ میں کسی دوسرے مقام پر درج کیا گیا ہے۔اب قرآن کریم کی وہ آیات ملاحظہ ہوں جن میں علم قرآن کا تذکرہ ہے۔سورۂ نحل میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرماتے ہیں:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۱۶:۸۹﴾

نازل کی ہم نے تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا روشن طور پر بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے رحمت اور ہدایت کی خوش خبری ہے۔

**تشریح:**۔۔۔ہر ایک آیت کے ساتھ یہ معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ اس کا مفہوم کیا ہے، لہٰذا معلوم ہو کہ اِس آیت میں مولا کریم ارشاد فرماتا ہے کہ اَے میرے حبیب! ہم نے تم پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کی حقیقت کو واضح طور پر بیان کرتی ہے، کیا اِس 'ہر چیز' کے لفظ سے منکرین کے نزدیک کوئی ایسی شے ہے جس کا علم قرآن کریم کے اِس دعوے سے باہر ہو؟ اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو یاد رہے کہ رسولِ خدا ﷺ کو جن پر کتاب نازل ہوئی ہے قرآن کریم نے سب اشیاء کا عالم بنا دیا ہے اور اس میں کوئی تجاوز عن الحد نہیں ہے بلکہ آپ اِس سے زیادہ کے عالم ہیں۔

۔۔۔علومِ قرآن کے متعلق دوسری آیت: سورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ۔۔۔ ﴿۱۲:۱۱۱﴾

قرآن کریم ایسی بات نہیں یونہی گھڑ لی گئی ہو بلکہ یہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اس میں ہر شے کا مفصل بیان ہے۔

**تشریح:**۔۔۔اِس آیت میں بھی قرآن کریم کے علوم کی ایسی جامعیت بیان فرمائی گئی ہے جس میں ہر چیز کا مفصل بیان ہونا ثابت ہوتا ہے۔گویا قرآن کریم دُنیا و آخرت، جنت و دوزخ، آسمان و زمین و مافیہما اور جنوں، فرشتوں، انسانوں اور دیگر تمام مخلوق کائنات کی مجموعی اور کلی کیفیات کو بیان کرتا ہے، اور اسرارِ ربوبیت و اوصافِ الوہیت کی تعلیم دینا اپنا فرض اور اپنے علوم میں سے اظہار فرماتا ہے۔

۔۔۔علومِ قرآن کے متعلق تیسری آیت: سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ۔۔۔ ﴿۶:۳۸﴾

نہیں چھوڑی ہم نے بیچ اِس کتاب کے کوئی چیز جس کا ذکر نہ کیا گیا ہو



CamScanner

تشریح:۔۔۔اِس آیت نے بھی قرآن کی جامع تعلیم کو واضح کر دیا ہے اور فرمادیا ہے کہ ہم نے کسی ایسی چیز کو باقی نہیں چھوڑا جس کا ذکر اپنے حبیب پاک ﷺ پر نہ کیا گیا ہو، اور کوئی ایسی چیز نہیں جو قرآن کے علوم سے باہر ہو۔

۔۔۔علوم قرآن کے متعلق چوتھی آیت: سورۃ الانعام میں یوں حکم ہو رہا ہے:

۔۔۔وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿۶:۵۹﴾

کوئی دانہ نہیں زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور خشک مگر یہ کہ وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے

۔۔۔اور وہ لوح محفوظ ہے، اور مندرجاتِ لوح محفوظ قرآن کریم ہیں۔

تشریح:۔۔۔اِس آیت سے معلوم ہوا کہ دانے دانے اور ذرّے ذرّے کا علم قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے جس کو اللہ کا نبی سمجھتا اور جانتا تھا۔ بلکہ اِس علم کے علاوہ وہ اُن علوم کا حامل بھی تھا جو قرآن کریم کے علاوہ وحی خفی کے ذریعہ سے تھے۔

۔۔۔علم قرآن کے متعلق پانچویں آیت سورۂ یٰسین میں اِس طرح آئی ہے:

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿۳۶:۱۲﴾ اور ہر چیز کو ہم نے روشن پیشوا میں جمع کر دیا ہے

۔۔۔یعنی لوح محفوظ میں اور بحکم آیہ کریمہ۔۔۔مَافَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ۔۔۔وہ سب کا سب قرآن حکیم میں ہے۔

تشریح:۔۔۔اس آیت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ قرآن کریم میں ہم نے ہر شے کا ذکر کر دیا ہے۔ جس سے کوئی ایسی حقیقت پوشیدہ نہیں جو اِس کے حامل کو ضروری ہو اور قرآن اُس کو بیان نہ فرمائے۔

۔۔۔علم قرآن مجید کے متعلق چھٹی آیت سورۂ قمر کی ہے:

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۴:۵۳﴾ ہر چھوٹی بڑی چیز کو (لوح محفوظ) میں لکھ دیا ہے

۔۔۔یعنی لوح محفوظ میں سب کیفیت درج ہے

تشریح:۔۔۔دیکھئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف اور 'کُل' کے لفظ سے فرما رہے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو قرآن مجید میں ہر شے کا علم دیا گیا ہے۔ کوئی چیز باقی نہیں رہی اور لوح محفوظ میں جو کچھ درج ہے، اُن سب کا علم آنحضرت ﷺ کو حاصل ہے اور لوح محفوظ کا علم تو رسول اللہ ﷺ کے علوم سے ایک شمہ ہے۔ بلکہ حضور ﷺ کے غلاموں یعنی اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے بھی پیش نظر ہے۔ جیسے مولانا روم جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:



CamScanner

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء　　　از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اِن آیات سے اُن خزائن علمی قرآنیہ کا حال معلوم ہو گیا ہو گا جن سے قرآن کا دعویٰ ہے کہ مجھ میں اِتنا علم ہے جس کا میں نے حضرت سرکارِ کائنات رسول خدا ﷺ کو معلم بنایا ہے۔ اب ہم وہ آیات یہاں درج کرتے ہیں جن سے سرکارِ دو جہاں ﷺ کا علمِ غیب ثابت ہو گا۔ وباللہ التوفیق۔

## رسول اللہ ﷺ کے علمِ غیب کے متعلق آیاتِ قرآنی:

اِس سے پہلے کہ وہ آیاتِ قرآنی درج کروں۔ یہ واضح طور پر بیان کر دینا ضروری جانتا ہوں کہ بصیرت سے کام لے کر سمجھیں کہ علم الٰہی 'ذاتی' ہے اور علم نبوی اور تمام مخلوق کا علم 'عطائی'۔ وہ واجب ہے، یہ ممکن۔ وہ قدیم، یہ حادث۔ وہ نامخلوق، یہ مخلوق۔ وہ نامقدور، یہ مقدور۔ وہ ضروری البقاء، یہ جائز الفناء۔ وہ ممتنع التغییر، یہ ممکن التبدل ہے۔ اِن عظیم تفرقوں کے بعد کیسے مماثلت ہوتی ہے اور کیونکر شرک ہو سکتا ہے۔ اِس واضح عقیدے پر بھی اگر احتمالِ شرک ہو گا تو اُس کا اہل کوئی دیوانہ ہو سکتا ہے، کسی عاقل کے نزدیک تو علم الٰہی سے مساوات کا شبہ ہونا بھی ممکن نہیں۔ یہ ہے عقیدہ جماعتِ سلف صالحین اور علمائے اہلسنت والجماعت کا جس پر مندرجہ ذیل آیات اسی مفہوم میں شاہد ہیں جن کو ہم مشتے نمونہ خوفِ طوالت سے بالاختصار پیش کرتے ہیں، ملاحظہ ہوں:

**آیت نمبر(۱)۔۔۔**

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹:۳﴾

اور اللہ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کر دے غیب پر اور لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔ پس ایمان لاؤ تم اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے

**تشریح:۔۔۔** اِس آیت سے واضح ہو گیا کہ اللہ ﷻ اپنے مجتبیٰ و مرتضیٰ رسولوں کو غیب پر مطلع فرما دیتا ہے۔ پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو گا کہ یہ علم تعلیمِ الٰہی سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ ضرور یہی مطلب ہو گا کہ خود بخود اپنی ذات اور اٹکل سے کوئی غیب کو نہیں جانتا، البتہ تعلیمِ الٰہی سے انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں۔ کیا اِس آیت کو سننے اور پڑھنے کے بعد کوئی منکرِ غیب بتا سکتا ہے کہ انبیاء کو غیب بتایا جاتا ہے ۔۔یا۔۔نہیں۔۔یا۔۔ضد اور تعصب کے جوش میں قرآن پاک کے بھی خلاف جانا مؤمن کی شان ایمانی میں داخل ہے۔ اب بھی اگر

یہ کہا جائے کہ حق ﷻ نے کسی کو اس پر مطلع نہیں کیا، تو کس حد تک بطالت اور جمہور مفسرین کے خلاف عقیدہ ہے۔۔یا۔۔ منکرین کے نزدیک خداوند کریم غیب کی تعلیم پر قادر نہیں ہے۔ حالانکہ ان کے نزدیک تو جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے، پھر اس میں قدرت پر کیا کمزوری وارد ہوتی ہے؟

آیت نمبر (۲):۔۔۔

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ أَحَدًا o اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۔۔۔ ﴿۲۷،۲۶:۷۲﴾

اللہ عالم الغیب ہے پس کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا، مگر جس کو کہ چن لے رسولوں میں سے

تشریح:۔۔۔اِس آیت میں یہ لطیف اشارہ سمجھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے۔۔۔'لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ أَحَدًا'۔۔۔نہیں فرمایا، کیونکہ اس کے معنی یہ ہو جاتے ہیں۔۔۔کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔۔۔اور حالانکہ غیب کا اظہار اولیاء پر بھی ہوتا ہے اور انبیاء پر بھی، اور بذریعہ انبیاء و اولیاء بعض صالحین پر بھی، تو اس میں غیب کی کلی نفی ہو جاتی تھی، بلکہ فرمایا۔۔۔'فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ أَحَدًا'۔۔۔یعنی اپنے علم غیبِ خاص پر کسی کو ظاہر و غالب اور مسلط نہیں فرماتا مگر رسولوں کو۔ اس عجیب بیان سے کیسا مرتبہ قرآن پاک نے انبیاء علیہم السلام کے لیے ثابت فرمایا ہے۔

۔۔۔تفسیر روح البیان جلد چہارم، ص ۴۹۶ میں اِسی آیت کی تفسیر میں ہے: ابن شیخ نے فرمایا۔۔۔کہ اللہ کریم اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب اُس کے ساتھ خاص نہیں، اُس پر دوسرے غیر رسول کو بھی مطلع فرما دیتا ہے۔ اب تو کوئی شک نہیں رہا کہ اللہ کا دیا ہوا غیب ماننا بھی جائز ہے۔۔یا۔۔نہیں۔

آیت نمبر (۳):۔۔۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ﴿۲۴:۸۱﴾ اور یہ نبی غیب بتانے میں ذرا بخیل نہیں

تشریح:۔۔۔'هُوَ' کا مرجع بعض نے اللہ جل جلالہ فرمایا ہے اور بعض نے نبی اکرم ﷺ اور بعض نے قرآن کریم۔ بہر حال ہمارا مدعا حاصل یہ ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ وہ غیب کی باتیں چھپا نہیں رکھتا۔۔یا۔۔بتلانے میں بخل نہیں کرتا۔

۔۔۔تفسیر جامع البیان برحاشیہ تفسیر جلالین، ص ۴۹۰ میں ہے۔۔۔آنحضرت ﷺ غیب کی خبروں کو جو ان کو اطلاع ہوتی ہے، بتلانے میں متہم نہیں اور 'حرف ضاد' کی قرات میں اِس کے معنی یہ ہیں۔۔۔کہ آنحضرت ﷺ غیب کی تمام باتوں کے بتلانے میں بخیل نہیں ہیں، بلکہ ہر ایک کو سکھلا دیتے اور بخشش کر دیتے ہیں۔ یہی مطلب تفسیر جلالین ص ۴۹۰ میں مذکور ہے جہاں اسی آیت شریف کی تفسیر کی گئی ہے۔ اور تفسیر جمل

پر حاشیہ تفسیر جلالین شریف زیرِ آیت مبارکہ ۔۔۔ ' عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ..الخ ' ۔۔۔ ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو کسی جگہ علمِ غیب کی نفی اپنے نفس شریف سے فرمائی ہے تو یہ حق تعالیٰ سے واضح ہے اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے، اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں خود بخود غیب نہیں جانتا مگر حق تعالیٰ مجھے غیب پر مطلع فرما دیتے ہیں۔

آیت نمبر (۴): ۔۔۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً ﴿۴:۱۱۳﴾

اور اَے رسول! ہم نے تمام علوم تم کو سکھلا دیے جو آپ نہیں جانتے تھے، اور آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔

تشریح: ۔۔۔ اِس آیت کے متعلق مفسرین متفق ہیں کہ (تجھے اَے نبی! وہ باتیں سکھلائیں جن کو تو نہیں جانتا تھا)۔ اِس عبارت کا مفہوم احکامِ شرعی اور امورِ غیبی ہیں۔

۔۔۔ تفسیر 'مواہب الرحمٰن' میں ہے کہ فرمایا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ۔۔۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بیانِ دُنیا و آخرت، عرش و فرش، آسمان و زمین، تمام کائنات میں اجرامِ فلکی کا علم، حلال و حرام، سکھلا کر اپنی مخلوق پر حجت کیا۔

۔۔۔ صاحبِ تفسیر خازن اِسی آیت کے تحت لکھتے ہیں: فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ سب کچھ آپ کو سکھلا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی احکامِ شرع و امورِ دین و امورِ غیبیہ۔ اور یہ بھی قول ہے کہ ۔۔۔ عَلَّمَكَ ۔۔۔ سے علمِ غیب ہی مراد ہے جو حضور نہیں جانتے تھے۔ اور بعض علماء نے فرمایا ۔۔۔ کہ اس کے معنی ہیں کہ تمام خفیہ اور مخفی باتیں سکھلا دیں۔ اور خبردار کر دیا تمام لوگوں کے دِلوں کی خفیہ باتوں پر اور تمام منافقین کے حالات اور ان کے مکروں پر آگاہ کر دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور اَے محمد رسول اللہ (ﷺ)! یہ ہمیشہ سے ہے آپ پر فضل اللہ تعالیٰ کا عظیم کہ آپ کو علمِ غیب عطا ہوا۔

۔۔۔ تفسیر روح البیان جلد ششم صفحہ ۲۴ جس کی عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے: (طوالت کے خوف سے عربی عبارت درج نہیں کی جاتی) کہ آپ ﷺ کا علم جمیع معلوماتِ غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہو گیا۔ جیسا کہ حدیث بحثِ ملائکہ میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ۔۔۔ حق تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں پر رکھا، پس اُس کی ٹھنڈک میرے پستانوں میں پہنچی۔ پس جان لیا میں نے علم اولین و آخرین کا۔ اور دوسری روایت میں فرمایا: ۔۔۔ علم اُس چیز کا جو ہو چکی ہے اور اُس کا جو آئندہ ہو گی۔

---تفسیر کبیر، مطبوعہ مصر، جلد سوئم، صفحہ ۳۱۰ سطر ۳۱، میں اِسی آیت کے ماتحت یوں لکھا ہے:

یعنی یہ بزرگ تر دلائل سے ہے۔ علم کے اشرف فضائل اور مناقب ہونے پر بدیں وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:---"وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلاً"---یعنی مخلوق کو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے اور ایک برگزیدہ ہستی محمد رسول اللہ ﷺ کو ساری مخلوق کے علوم سے جو حصہ ملا تو وہ بھی تھوڑا ہی ہے۔ پھر اس تھوڑے کو اللہ تعالیٰ نے بہت فرمایا اور اس قدر بڑھایا کہ اس کے علم میں ساری دُنیا کا علم بھی تھوڑا ہی ہے۔

---تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ، ص ۱۱۷، سطر ۱۴ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے سات ۷ نبیوں کو سات ۷ علم صراحۃً فضیلت فرمائے ہیں۔

- ☆ حضرت آدم علیہ السلام کو علم لغت، جیسے فرمایا:---"وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا"۔
- ☆ حضرت خضر علیہ السلام کو فراست---"وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً"۔
- ☆ حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر---"وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ"۔
- ☆ حضرت داوٗد علیہ السلام کو علم صنعت---"وَعَلَّمْنَاہُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ"۔
- ☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم منطق الطیر، یعنی جانوروں کی بولی جاننا---"عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ"۔
- ☆ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم تورات و انجیل اور اس کی حکمت، جیسے فرمایا:---"وَیُعَلِّمُہُ الْکِتَابَ وَالتَّوْرَاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ"۔
- ☆ اور حضرت سید عالم محبوب مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کو علم اسرار غیب، جیسے فرمایا---"عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ"۔ (بلفظ)

---تفسیر جلالین صفحہ ۸۵ سطر ۴، زیر آیت---"عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ"---فرمایا گیا ہے کہ---من الاحکام والغیب۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ اَے رسول! سکھلا دیا آپ کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام احکام، اوامر و نواہی، اور غیب کے علوم ہیں۔

---تفسیر جامع البیان میں اسی آیت کے ماتحت یوں ارشاد ہے کہ یہ آیت شریفہ مخفی امور کی تعلیم کے متعلق ہے۔

---اِسی آیتِ شریف کے ماتحت تفسیر مدارک کی عبارت یوں ہے:---"عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَم من

امور الدین والشرائع ومن خفیاۃ الامور وضمائر القلوب "۔یعنی یہ آیتِ شریف۔۔۔کہ اَے رسول! سکھلا دیا جس کو آپ نہیں جانتے تھے۔۔۔وہ تمام امورِ دین کے اور شریعت کے اور تمام غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دِلوں کے بھید اور اندرونی حالات ہیں۔

آیت نمبر۵:۔۔۔

تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَآ اِلَیْکَ ۔۔۔﴿۴۹:۱۱﴾

یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو اَے رسول! آپ کی طرف وحی کی جاتی ہیں

تشریح:۔۔۔اِس آیت میں ایک قصہ کی جانب اشارہ ہے اور اخبارِ غیب سے شمار کر کے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ وحی فرمانے کی نسبت فرمایا۔اِسی مضمون کی ایک آیت سورۂ آلِ عمران میں نازل ہوئی ہے۔بعض جاہلوں کا قول ہے کہ جو ارشاد بذریعہ وحی ہوا وہ غیب نہیں ہے۔بلکہ اِس سے بھی آگے بڑھ کر وہ قرآنی مخالفت سے کام لیا ہے کہ خدا کی پناہ، حالانکہ مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہو گیا ہو گا اور بلا شبہ صاف الفاظ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔۔۔یہ تعلیم الٰہی انبیاء علیہم السلام کو علم غیب کا ہونا عطیات اور نوازشاتِ الٰہیہ سے ہے۔مگر باوجود اِس کے منکرینِ علمِ غیبِ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سنیئے جن سے بغض علم باطن کا اہل فہم خود اندازہ کر لیں گے اور معلوم ہو جائے گا کہ اِن منکرین کے عقائد میں کہاں تک مندرجہ آیات پر عمل کرنا معلوم ہوتا ہے۔اس کے بعد ہم دو حرفہ اس آیت کے متعلق مطلب کی بات عرض کریں گے، ملاحظہ ہو:

(ا)۔۔۔تقویۃ الایمان، صفحہ۹۔۱۰: اللہ کا سا علم کسی اور کو ثابت کرنا، اِس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے، خواہ پیر و مرشد سے، خواہ امام و امام زادے، خواہ بھوت اور پری سے۔پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے۔غرض اِس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(ب)۔۔۔کبھی انبیاء اولیاء امام و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر ﷺ کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے۔بلفظہٖ۔صفحہ۲۶ (تقویۃ الایمان)۔

(ج)۔۔۔جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبرِ خدا ﷺ۔۔۔یا۔۔کوئی امام۔۔۔یا۔۔۔بزرگ غیب کی بات جانتے تھے، سو وہ جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں (ص۲۷: تقویۃ الایمان)۔

(د)۔۔۔غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کیا خبر؟ (ص۵۸ سطر۳: تقویۃ الایمان)۔

(ہ)۔۔۔یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ سرورِ عالم ﷺ کو علم غیب تھا، صریح شرک ہے (بلفظہٖ، فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، ص ۱۰ سطر ۳۱)۔

(خ)۔۔۔اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں، وہ یقیناً کافر ہے۔ (بلفظ۔فتاویٰ رشیدیہ، حصہ سوم، ص۴۲)۔

(ز)۔۔۔اور جو یہ کہتے کہ علمِ غیب بہ جمیع اشیاء، آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے۔ سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے (بلفظ۔فتاویٰ رشیدیہ، حصہ سوم، صفحہ۴۲، سطر۸)۔

یہ عبارتیں جو ہم نے درج کی ہیں۔آپ نے معلوم کرلیا کہ ان عقائد کے ماننے والوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی کیا شان ہے، اور وہ کس بے باکانہ کلام سے حضور ﷺ کو یاد کرتے ہیں۔حالانکہ قرآن کی آیتیں اس علم پر شاہد ہیں۔جس قدر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ خاص الخاص سے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ ان اقوال کے قائل علمِ غیب کا مفہوم نہیں سمجھے، ورنہ اِس جہالت سے کام نہ لیتے۔اگر علمِ غیب کا عطیہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ماننا شرک ہے تو قرآن کریم پر عمل بھی شرک ہونا چاہیے کیونکہ اِسی کتاب اللہ نے اللہ کے علمِ غیب کو غیب کے نام سے پکار کر اس کی تخصیص بعض ۔۔۔یا۔۔۔ کل انبیاء علیہم السلام کے لیے بطورِ عطیہ، بطریق فخر بیان فرمائی ہے۔اور یہ غیر ممکن ہے کہ کسی علم کا کل ہونا تو علمِ غیب کہلائے اور اس کا جز اُس نام سے پکارنا شرک ہو جائے۔مثلاً: اللہ تعالیٰ اگر یہ فرماتا ہے۔۔۔ کہ یہ نہیں کہ کسی کو علمِ غیب دیا جائے، مگر جن کو انبیاء اور رسولوں میں سے اللہ تعالیٰ چن لے۔۔۔تو کیا جس معاملہ پر انبیاء کی یہ برگزیدگی ہوتی ہے، وہ علمِ غیب نہیں؟ حالانکہ علمِ غیب کی پہلے نفی فرمائی کہ۔۔۔ اللہ نہیں دیتا کسی کو علمِ غیب۔۔۔اور پھر فرمایا۔۔۔مگر رسولوں سے جس کو چاہے۔۔۔تو یہاں ایک باعقل بھی سمجھ سکتا ہے کہ رسولوں کے متعلق کس چیز کے چاہنے کو فرمایا، تو اس کا جواب ہوگا۔۔۔جس علمِ غیب کی عوام کے لیے نفی تھی، اُسی سے عطیہ کے طور پر رسولوں علیہم السلام کو علمِ غیب ملا ہے۔

اگر یہی بات ہے اور یقیناً یہی بات ہے تو کیا یہ قرآن کریم کا اِنکار نہیں؟ اور کیا یہ سرکارِ دوجہاں ﷺ سے تعصب نہ سمجھا جائے گا؟ اگر اس علم کا نام جو قرآن کریم سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو ثابت ہے علمِ غیب نہیں، تو وہ علم جس سے نفی کر کے بعض کے لیے مخصوص البعض کیا گیا ہے، علمِ غیب کا نام نہ رکھو اور اگر اصل کا نام علمِ غیب رکھو گے تو لامحالہ اُس کی تقسیم سے جو عطیہ کسی کو ملے گا، وہ تھوڑا ہو ۔۔۔یا۔۔۔ بہت، فرع ہونے کے لحاظ سے اور اپنے اصل کا ایک حصہ ہونے کے سبب وہ بھی اُسی نام سے پکارا جائے گا جو اُس کے اصل کا نام ہے۔

اگر کسی لٹھے کے تھان سے بعض حصہ کپڑے کو الگ کرو گے تو کیا وہ کپڑا لٹھے کی بجائے اپنا نام کچھ بدل لے گا۔۔۔یا۔۔۔لٹھا ہی رہے گا۔کیا کُل سے جُز کو الگ کرنا اِس بات کا مقتضی ہے کہ وہ اُس کی نوعیت



CamScanner

کو ہی بدل دے۔ اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ تو بتاؤ۔۔۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ ۔۔۔ میں کس چیز کی نفی ہے اور۔۔۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔۔۔ میں کس چیز کی تخصیص ہے۔ اگر پہلے جملہ میں علمِ غیب کی نفی ہے کُل کے لیے، تو دوسرے جملہ میں علمِ غیب ہی کی تخصیص ہے بعض کو، پھر یہ کہنا کہ علمِ غیبِ عطائی بھی کسی نبی اور بالخصوص سید الانبیاء ﷺ کے لیے ماننا شرک ہے، کہاں تک صحیح العقل ہونے پر دلیل ہوگا۔

اور یہ جو اُمورات حدیثوں میں بطور پیشگوئیوں کے وارد ہیں، مثلاً: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایسے حال پر چھوڑا کہ جو پرندہ آسمان پر اپنے پَر ہلاتا ہے اُس کا ہم سے ذکر کیا (یعنی ہر ایک چیز کا حال بیان فرمایا)۔ اور ائمہ نے بلاشک وہ باتیں بیان کی ہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بتلائی ہیں اور ان کا وعدہ دیا ہے، یعنی۔۔۔ ☆۔۔۔ آپ کا اپنے دشمنوں پر غالب آنا۔ ☆۔۔۔ مکہ معظمہ و بیت المقدس و یمن و شام و عراق کا فتح ہونا۔ ☆۔۔۔ امر کا ظاہر ہونا حتیٰ کہ ایک عورت مقام حیرہ سے مکہ معظمہ تک سفر کرے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرے گی۔ ☆۔۔۔ مدینہ منورہ میں لڑائی ہوگی۔ ☆۔۔۔ اور خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کُل فتح ہوگا۔ (یہ قلعہ خیبر کے محاصرہ میں فرمایا تھا)۔ ☆۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ میری امت پر دُنیا فتح کرے گا اُس کی نعمتیں اُن کو دی جائیں گی۔ ☆۔۔۔ کسریٰ اور قیصر کے خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوں گے۔ ☆۔۔۔ مسلمانوں میں فتنے، اختلاف، خواہشات پیدا ہوں گی۔ ☆۔۔۔ وہ پہلے لوگوں کے طریق اختیار کریں گے۔ ☆۔۔۔ وہ تہتر ۷۳ فرقے ہوجائیں گے، جن میں سے نجات پانے والا ایک فرقہ ناجیہ ہوگا۔ ☆۔۔۔ ان کے فرش نفیس ہوں گے، ان میں بعض ایک لباس صبح اور ایک شام کو بدلیں گے۔ ☆۔۔۔ اُن کے سامنے ایک کھانے کا برتن رکھا جائے ایک اُٹھایا جائے گا۔ ☆۔۔۔ تم آج کے دن اُن سے بہتر ہو اور وہ اکڑ کر چلیں گے۔ ☆۔۔۔ فارس اور روم کی لڑکیاں اُن کی خادمہ ہوں گی۔ تو اللہ اُن میں باہمی عداوت کرے گا، اُن کے بُرے لوگ اُن کے بہتر لوگوں پر غالب ہوجائیں گے۔ ☆۔۔۔ اُن کی کفار ترکوں اور کفار خزر اور کفار روم سے لڑائی ہوگی۔ ☆۔۔۔ کسریٰ اور فارس کا ملک تباہ ہوگا۔ قیصر جاتا رہے گا، اس کے بعد قیصر نہ ہوگا۔ ☆۔۔۔ روم کی جماعت آخر تک رہے گی۔ ☆۔۔۔ اشراف لوگ مرجائیں گے۔ ☆۔۔۔ لوگ جھوٹے ہوں گے۔ ☆۔۔۔ علم قبض ہوجائے گا۔ ☆۔۔۔ فتنے اور جنگ ظاہر ہوں گے۔

۔۔۔ اور فرمایا میں نے زمین کے مشرق اور مغرب دیکھ لیے، جس کے پَرے کوئی آبادی نہیں، اور یہ وہ مقام ہے جس کی کوئی امت پہلے مالک نہیں ہوئی۔ اور آپ نے اِسی طرح بنی امیہ کے ملک اور حضرت



CamScanner

معاویہ کے حاکم ہونے کی خبر دی۔ مہدی (علیہ السلام) نکلیں گے، اور آپ کی اہلبیت مقتول ہو گی۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) شہید ہوں گے، حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کو عنقریب قمیص پہنایا جائے گا، لوگ اُس کے اُتارنے کے درپے ہوں گے اور عثمان (رضی اللہ عنہ) ایسے حال میں شہید ہوں گے کہ قرآن شریف پڑھتے ہوں گے۔ جب تک عمر (رضی اللہ عنہ) زندہ رہیں گے فتنے ظاہر نہ ہوں گے۔ آپ کی ایک بیوی پر جواب کے کتے بھونکیں گے۔ اس کے گرد بہت لوگ قتل ہوں گے اور وہ نجات پائے گی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب بصرہ کی جانب نکلیں تو یہی ہوا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تجھ کو باغی فرقہ قتل کرے گا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لوگوں کو تجھ سے ویل اور تجھ کو لوگوں سے ویل ہو۔ قزمان کے بارے میں فرمایا کہ وہ دوزخی ہے۔ اور ایک جماعت جس میں ابوہریرہ، سمرہ بن جندب، حذیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے کے بارے میں فرمایا کہ جو تم میں سب سے آخر مرے گا وہ آگ میں مرے گا۔ چنانچہ سمرہ آخر میں مرا اور آگ تاپنے بیٹھا کہ آگ لگ گئی اور مر گیا۔

☆۔۔۔ اور حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا، فرمایا کہ اُس کی بیوی سے پوچھو، اُس کو نہانے کی حاجت تھی۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ اُس کو غسل دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ دریافت کرنے پر جنبی معلوم ہوئے اور جنگ کی جلدی شمولیت نے اُس کو غسل کرنے سے باز رکھا اور شہید ہو گئے تھے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرشتوں کے غسل کا پانی ہم نے اُن کے سر سے ٹپکتے دیکھا۔

☆۔۔۔ پھر فرمایا: مسیلمہ کو اللہ قتل کرے گا، ثقیف میں کذاب اور ظالم قاتل ہو گا۔ اہل بیت میں سے سب سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کو بیان فرمایا کہ یہ سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کریں گی۔ خلافت تیس ۳۰ سال رہے گی۔ اُمرا نماز میں وقت سے تاخیر کریں گے۔ میری امت میں تیس ۳۰ کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اللہ اور اُس کے رسول پر جھوٹ بولے گا۔

☆۔۔۔ فرمایا: میرا زمانہ بہتر ہے پھر جو اس کے قریب ہوں گے۔ پھر اس کے بعد ایک قوم آئے گی جو گواہی دیں گے۔ حالانکہ ان سے گواہی طلب نہ کی جائے گی۔ خیانت کریں گے، امانت چھوڑیں گے۔ ڈرائیں گے، وفا نہ کریں گے۔ ان میں موٹا پن ظاہر ہو گا۔ ☆۔۔۔ میری امت کی ہلاکت قریش کے غلاموں پر ہو گی، اگر میں چاہوں تو تم کو اُن کے نام بتلا دوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہیں۔ ☆۔۔۔ قدریہ اور تفضیلیوں کے پیدا ہونے کی خبر دی کہ وہ آخر لوگ پہلوں کو گالیاں دیں گے۔ ☆۔۔۔ اور فرمایا کہ بکریوں کے چرانے والے رئیس دیکھے جائیں گے۔ ننگے بدنوں والے ننگے پاؤں والے اونچی عمارتیں بنائیں گے۔ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی۔ ☆۔۔۔ بیت المقدس کی فتح کے بعد وبا کی خبر دی جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ستر ۷۰ ہزار مسلمان طاعون سے فوت ہوئے۔ ☆۔۔۔ دین کا ستاروں

پر سے ابنائے فارس کا اُتار لانا۔☆۔۔۔ایک دنبہ اور اس کے چرانے والے کی خبر دی۔ اپنی اونٹنی کے گم ہونے اور ایک درخت سے اس کی مہار اٹک جانے کی خبر دی۔☆۔۔۔آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے خط کی خبر دی جو اُس نے خفیہ طور پر اہل مکہ کو لکھا تھا۔☆۔۔۔عمیر کے قصہ کی جو صفوان کے ساتھ تھا خبر دی، جب مشورہ میں آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا اور اسی بنا پر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدمت میں قتل کے لیے آئے تو آپ کے ارشاد پر بھید کو معلوم کر کے مسلمان ہو گئے۔☆۔۔۔آپ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے مال کی خبر دی جس کو وہ ام الفضل کے پاس رکھ آئے تھے اور کسی دوسرے کو اُس کا پتا نہ تھا۔☆۔۔۔آپ نے ابی بن خلف کے مارے جانے کی خبر دی۔ عتبہ بن ابی لہب کے بارے میں خبر دی کہ اُس کو خدا کا کتا کھائے گا۔☆۔۔۔آپ نے اہل بدر کے بچھڑنے کے مقامات کی خبر دی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دو۲ جماعتوں میں صلح کرانے کی خبر دی۔☆۔۔۔سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طویل عمر ہونے کی خبر دی۔☆۔۔۔آپ نے نجاشی بادشاہ کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن کہ وہ اپنے ملک میں فوت ہوا تھا۔☆۔۔۔فیروز ایلچی کو خبر دی کہ کسریٰ اپنے ملک کا بادشاہ جس کی طرف سے تو آیا ہے، آج اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھ سے اپنے ملک میں مارا گیا۔ جب فیروز کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مسلمان ہو گیا۔☆۔۔۔آپ نے امام حسین علیہ السلام کے کربلا میں شہید ہونے کی خبر دی۔☆۔۔۔زید بن صوحان کے بارے میں فرمایا کہ اس کا ایک عضو جنت کی طرف اس سے پہلے جائے گا۔ چنانچہ جہاد میں اُس کا ایک ہاتھ قطع ہو گیا۔☆۔۔۔آپ نے اپنے کوہِ حرا کے ساتھیوں کی نسبت فرمایا کہ ثابت رہو اے پہاڑ، تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کھڑے ہیں۔ پھر آپ ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کو فرمایا تیرا کیا حال ہو گا جب تو کسریٰ کے کنگن پہنایا جائے گا، چنانچہ وہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں پہنائے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خدا کا شکر اَدا کیا، وغیرہ وغیرہ۔

ان امورات کی نسبت اور بے شمار واقعات ہیں جن کو طوالت کے خوف سے ہم چھوڑتے ہیں۔

پس یہ سارے واقعات آپ کی زندگی میں اور کچھ آپ کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد پورے ہوئے۔ یہاں تک کہ وہ باتیں بھی پوری ہوئیں جن کی نسبت آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو ان کے اسرار اور امور ماضی کی بھی خبر دی تھی اور منافقین کے کفر و اسرار بھی واضح کر دیے تھے۔ علاماتِ قیامت، نشاناتِ حشر و نشر، اخبارِ مؤمن و کافر، جنت و نار، میدان قیامت کی کاروائی کا مفصل ذکر فرمایا ہے۔ کیا یہ سرکارِ دو جہاں کا علم غیب اَز عطیہء الٰہی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر ہم اِس قسم کے دلائل سے کام لیں تو علیحدہ کتاب تیار

ہو جائے۔ احادیث کا جن زکات کی جانب ہم نے اشارہ کیا ہے مؤمن کے لیے یہی کافی ہیں۔ اب بھی اگر علمِ غیب کی خبر نہ ہو تو پھر ایسے ایمان کی درستی کو کس اعجازِ نبوی کی ضرورت ہے، خدا توفیق دے کہ شانِ نبوی ﷺ سے باخبری ہو۔

آیت ۶:۔۔۔

وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۴۹:۳﴾

اور بتا دیتا ہوں تمہیں جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو کچھ تم جمع کر رکھتے ہو اپنے گھروں میں،
بے شک اِن معجزوں میں (میری صداقت کی) بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر تم ایماندار ہو

تشریح:۔۔۔ اِس آیتِ شریفہ میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لوگوں میں پانچ ۵ معجزات پیش کیے تھے۔ اوّل:۔۔۔ مٹی سے پرند کی صورت بنانا اور اُس کو باذن اللہ پھونک مار کر صحیح جاندار کر دینا۔ دوسرا:۔۔۔ مادر زاد اندھے کو بینا کر دینا۔ تیسرا:۔۔۔ کوڑھی کو اچھا کرنا۔ چوتھا:۔۔۔ مردے کو زندہ کرنا۔ پانچواں:۔۔۔ علمِ غیب کے ذریعہ یہ بتانا کہ بنی اسرائیلی کیا کھا کر حضرت کے پاس آئے ہیں اور اُن کے گھروں میں کیا پونجی پڑی ہے۔ اِس پانچویں معجزے کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ بنی اسرائیل کے کم بختوں نے کہا کہ مردے زندہ کرنا تو جادو ہے، کوئی ایسی نشانی غیب دانی کی ہم کو بتائیں جس سے ہمیں آپ کی نبوت کا یقین ہو جائے، تو عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اِس طرح بتانا شروع کیا اور یہی 'کمالین' میں لکھا ہے۔ اِسی طرح کی ایک روایت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں یوں ذکر ہے کہ بنی اسرائیل نے درخواست کی تھی کہ پروردگار ہمارے واسطے آپ کی دُعا سے آسمان سے دسترخوان کا کھانا نازل فرمایا کرے۔ اِس پر آپ نے عہد لیا تھا کہ کھایا کرنا، مگر ذخیرہ نہ کرنا۔ چنانچہ انہوں نے اقرار کیا، پھر کھاتے اور رکھ بھی چھوڑتے اور پوشیدہ طور پر بدعہدی کرتے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو بتلانا شروع کیا کہ اَے فلاں! تُو نے یہ کھایا اور یہ جمع کر دیا ہے تا آنکہ اللہ نے اُن کو خنزیر کر دیا۔ 'معالم' میں سدی سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لڑکوں کو مکتب میں بتا دیا کرتے تھے کہ تیرے والدین نے یہ کھایا اور یہ تیرے لیے رکھ چھوڑا، وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال روایات مختلف ہوں یا نہ ہوں۔ شان نزول یا وجہ اشاعت کوئی ہو، ہمارا حاصل مطلب یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیب جانتے تھے اور قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ لوگوں کو بتایا بھی کرتے تھے جس سے لوگوں کے ایمان درست ہوتے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرتے تھے۔

ہم نے تمہید میں عرض کیا تھا کہ قرآن کریم نے بعض انبیاء علیہم السلام کا غیب بتانا بیان فرمایا ہے



CS CamScanner

جو حضور سرورِ کائنات ﷺ سے پہلے تھے اور حضور ﷺ کے مقابلے میں مدارجِ نبوت میں کم درجہ رکھتے تھے۔ پھر جب ایک رسول اللہ ﷺ کا غلام اپنے مولا و آقا تاجدارِ کونین کو جمیع انبیاء سے افضل اور تمام مرسلین کا سردار مانتا ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں رسولِ اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کی کمی مرتبت کو جائز رکھے اور یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو غیب جانتے تھے، یعقوب علیہ السلام غیب جانتے تھے، نوح علیہ السلام غیب جانتے تھے، خضر اور موسیٰ علیہما السلام غیب جانتے تھے، ابراہیم علیہ السلام غیب جانتے تھے۔ یوسف علیہ السلام غیب جانتے تھے، مگر افضل الرسل محمد الرسول اللہ ﷺ نہیں جانتے تھے۔ تمام انبیاء کو جو نعمت حضور ﷺ کے طفیل ملی، وہ تو سب اس کے حامل ہوں مگر خود رسول اللہ ﷺ اس سے محروم سمجھے جائیں:

بریں عقل و دانش بباید گریست

۔۔۔اللہ تعالیٰ ایسے کور فہم لوگوں کو توفیق عطا فرمائے کہ مراتب سرکارِ دوجہاں ﷺ کی معرفت اور تمیز کر سکیں۔

**آیت ۷:۔۔۔**

۔۔۔وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ۔۔۔ ﴿۲:۲۵۵﴾

اور وہ اس کی معلومات سے کسی چیز کو اپنے احاطہء علمی میں نہیں لا سکتے۔ مگر وہ جس قدر جس کو دینا چاہے

**تشریح:**۔۔۔ اِس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ معلوماتِ الٰہی کا احاطہ موجوداتِ دُنیا سے کوئی ہستی نہیں کر سکتی، مگر وہ خود جس کو جس قدر عطا فرما دے۔ تو گویا کُل ۔۔یا۔ بعض علم کا احاطہ علمِ الٰہی سے کرنا اپنی اٹکل اور قدرت سے بدون عطائے ایزدی محال ہے، اور جن کو عطائے الٰہی سے ہو جائے اُس کا اِنکار کج فہمی اور لاعلمی و ناشناسی ہے، کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ۔۔۔ اگر اظہارِ نعمت نہ کیا جائے تو یہ کفرانِ نعمت ہے۔۔۔ اور اِسی رنگ میں کسی عطیہ کا اِنکار بھی جہالت ہے۔ یہ بھی عطائے الٰہی سے انحراف ہے۔ کیا اِس آیت میں صاف مفہوم نہیں کہ علمِ الٰہی سے کسی کو حصہ ملنا اور بالخصوص انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان جو محبانِ خدا ہیں، ممکنات سے ہے۔ اور اگر اِس آیت سے علمِ غیب کی نفی ہے تو اِس کا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ اور اگر اِس کا مطلب ظاہری علم سے لیا جائے گا تو ظاہری علم کا انکشاف ہو تو اس کے نزول سے پہلے ہی ثابت ہے۔ اِس جملہ سے ماقبل جملہ کا مطلب شفاعت کے متعلق تھا۔ جیسے وہاں سے مخلوق کا شافع ہونا مراد ہے، خواہ وہ انبیاء، اولیاء، صلحا، علماء اور شہدا ہوں، ویسے ہی علم کی بعض کے لیے مستثنیٰ ہو کر دلیل ہے کہ امرِ الٰہی سے علمِ غیب کا عطیہ ہو سکتا ہے اور اس سے اِنکار شیطانی وساوس سے ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ علم ربوبیتِ حق اور اُس کے جلال کا ہے۔

'بحرالحقائق' میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہو چکا یہ اُس کا علم ہے کہ حق ﷻ نے شبِ معراج میں آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا اور جو کچھ ہونے والا ہے، جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے۔

تفسیر 'معالم التنزیل' میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ۔۔۔ کہ میرے روبرو میری امت پیش کی گئی اپنی اصل صورتوں میں جو مٹی میں تھیں، جیسے کہ تمام اولاد حضرت آدم کے روبرو پیش کی گئی ہے۔ تب میں نے جان لیا ہر شخص کو جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو ایمان نہ لا کر کافر رہے گا۔ پس یہ بات جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے تمسخر سے کہا کہ محمد (رسول اللہ ﷺ) دعوے کرتے ہیں کہ میں جانتا ہوں اُس شخص کو جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو کافر رہے گا اگرچہ وہ اب تک پیدا بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ ہم ان کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ ہم کو بھی نہیں پہچان سکتے اور نہ اب تک ہم کو انہوں نے جانا ہے۔ پس منافقین کی اِس گفتگو سے اطلاع پا کر حضور پاک ﷺ فوراً ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کر کے فرمایا کہ جو میرے علم (غیب) پر طعن کرتے ہیں وہ قیامت تک کے حالات مجھ سے پوچھیں، میں اُن سب کو بتلاؤں۔ پس کھڑا ہوا عبداللہ ابن حذیفہ جس کے بارے میں لوگ شک کرتے تھے۔ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! بیان فرمایئے میرا باپ کون ہے؟ تو جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے، اُسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں جو ہمارا رب ہے اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور حضور سے کہ ہمارے نبی اور رسول ہیں۔ پس معاف فرمایئے ہمیں اور اللہ تعالیٰ بھی ہمیں معاف فرمائے، تب فرمایا: حضور ﷺ نے، کہ کیا تم نہیں پوچھتے اور تم نے پوچھنے سے بس کر دی ہے، اُس وقت حضور منبر سے اُتر آئے۔ کیوں! یہ دعویٰ غیب نہیں تو کیا تھا۔

اِس قسم کی دوسری انتیس [29] آیات ہمارے پیش نظر ہیں جن کو ہم اس لیے درج نہیں کرتے کہ مختصر رسالہ طول پکڑ جائے گا اور پڑھنے والوں کی طبیعتیں ممکن ہے اس کے مطالعہ سے اُکتا جائیں۔ اہل سمجھ اور اہل ایمان محبان رسول اللہ ﷺ کی تسکین اور رفع شبہات کے لیے یہی کافی ہیں۔ اب وہ احادیث آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن سے قارئین کرام کو بالتفصیل پتا چل جائے کہ سرکار دو جہاں تاجدار کون ومکاں محمد رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے علم کے متعلق کیا اظہار فرمایا ہے اور کس حد تک اپنے غلاموں کو واضح کر دکھلایا ہے۔ اَحادیث وہ درج ذیل کروں گا جو بلاشبہ صحیح اور جن کے راوی ثقہ ہوں گے اور جن پر مخالف وموافق کو اتفاق ہوگا۔ چونکہ آیات کی مطابقت مطلوب ہے اس لیے ہم حدیثیں بھی بطور دلیل سات آٹھ ہی درج کریں گے، ورنہ اَحادیث اِس قدر کتبِ اَحادیث میں جلوہ فرما ہیں کہ یہاں سب

کی سب لکھنے سے سینکڑوں صفحات کا اضافہ ہو جائے۔ ہاں بعض کو حوالے کے طور پر صفحات وغیرہ کے اشارے کر دیں گے جن سے ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے گی۔

## ﴿احادیثِ نبویہ فی علمِ غیبیہ﴾

**حدیث۔۔۔ا:**

عن طارق بن شهاب قال سمعت عمر ﷺ يقول قام فينا النبي ﷺ مقاما اخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذلک من حفظه ونسيه من نسيه (صحيح بخاری، جلد دوم، كتاب بدء الخلق صفحه ۱۴۹ سطر ۲۵)

طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا: فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ ہمارے میں (صحابہ میں) ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہم کو خبر دے دی، تمام ابتدائے دُنیا سے لے کر کے قیامت تک کی باتوں کی یہاں تک کہ بہشتی اپنی جگہوں میں داخل ہوں اور دوزخی اپنی جگہوں میں۔ یادرکھا اُس بات کو جس نے یادرکھا، اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔

۔۔۔یہی حدیث مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۵۰۶ سطر ۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی، میں درج ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر اور ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دے دی۔ اور یادرکھا اُس کو جس نے یادرکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

**حدیث۔۔۔۲:**

عن انس رضی اللہ عنہ قال سألوا النبي ﷺ حتى احفوه بالمسئلة وصع النبي ﷺ ذات يوم المنبر فقال لا تسئلوني عن شيء الا بينت لكم فجعلت انظر يمينا وشمالا فاذا كل رجل راسه في ثوبه يبكى فانشاء رجل كان اذا لاحى يدعى الى غير ابيه فقال يا نبي الله من ابى؟ فقال ابوک حذافة ثم انشاء عمر فقال رضينا بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا نعوذ بالله من سوء الفتن فقال النبي ﷺ ما رايت في الخير والشر كاليوم قط انه صورت لى الجنة والنار حتى رايتهما دون الحائط. (صحيح بخاری، جلد چهارم، کتاب الفتن ص ۱۶۱ سطر ۳۵، مطبوعه مصر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے علمِ غیب کی بابت پوچھا



CamScanner

اور سوال کرنے میں بہت اصرار کیا۔تب آنحضرت ﷺ ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ۔۔۔پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہوتا کہ میں بیان کروں۔ اِدھر اُدھر دائیں بائیں میں نے نظر کی تو معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص اپنے منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے رو رہا ہے۔ اتنے میں کھڑا ہوا ایک آدمی جس کو جھگڑے کے وقت اُس کے باپ کے سوا اور کسی کی نسبت کرتے تھے۔ اُس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! فرمایئے میرا باپ کون ہے۔اُس وقت حضور ﷺ نے فرمایا۔۔۔کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہوگئے اور عرض کی یارسول اللہ! ہم راضی ہوئے اللہ پر جو ہمارا رب ہے اور اسلام پر جو ہمارا دین ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ پر جو ہمارا رسول ہے۔ہم خلق کی بُرائی سے پناہ مانگتے ہیں۔پس حضور ﷺ نے فرمایا۔۔۔ کہ میں نے آج کے دن کا سا خیر اور شر نہیں دیکھا۔تحقیق، دکھائی دیئے بہشت اور دوزخ یہاں تک کہ میں نے دونوں کو اس دیوار کے ادھر دیکھا۔

**حدیث۔۔۔۳:**

**عن عمرو بن الانصاری قال صلی بنا رسول اللّٰہ ﷺ یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل نصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی عصر حضرت ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامۃ قال فاعلمنا احفظنا.** (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف باب المعجزات، ص ۵۴۳، سطر ۱۰)

عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہا نماز پڑھائی ہم کو آنحضرت ﷺ نے ایک دن فجر کی اور ممبر پر چڑھے، پس ہمارے لیے خطبہ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا، پھر اُترے منبر سے اور نماز ظہر کی پڑھی۔پھر ممبر پر چڑھے اور خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا، پھر اُترے اور نماز عصر کی پڑھی۔پھر ممبر پر چڑھے اور ہمارے لیے خطبہ فرمایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا، یعنی تمام دن وعظ ہی میں گزرا۔پس خبر دی ہم کو ساتھ اُس چیز کے کہ ہونے والی ہے قیامت تک، یعنی وقائع اور حوادث اور عجائبات قیامت کے بیان فرمائے۔پس اس میں بہت سے معجزے ہوئے۔کہا عمرو نے: پس دانا ترین ہمارا ہے (یعنی اب) بہت یاد رکھنے والا اُس دن کو۔(از مظاہر الحق: مطبوعہ نولکشور ربع چہارم، صفحہ ۶۱۳)

۔۔۔اور یہی حدیث (حدثنی ابوید) سے شروع ہوتی ہے صحیح مسلم، جلد دوم، صفحہ ۳۹۰ سطر ۲۷ میں، جو عمرو بن اخطب سے روایت کی گئی ہے۔لیکن بعض الفاظ کی تقدیم و تاخیر ہے۔

حدیث۔۔۔۴:

عن حذیفة قال قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامه ذالک الی یوم الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسیه قد علمه اصحابی هؤلاء انه لیکون منه الشیء قد نسیته فاراه فاذکره کما یذکر الرجل وجه الرجل اذا اغاب عنه ثم اذاراه عرفه. متفق علیه. (مشکوٰۃ شریف، کتاب الفتن، فصل اول، ص ۴۶۱ سطر ۸)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ ﷺ، خطبہ پڑھا اور وعظ فرمایا اور خبر دی اُن فتنوں کی کہ جو ظاہر ہوں گے، نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اُس کو۔ یاد رکھا اس کو اس شخص نے کہ یاد رکھا اُس کو اور بھول گیا اُس کو جو شخص بھول گیا۔ یعنی بعضوں نے یاد رکھا اور بعضوں نے بھلا دیا۔ کہا حذیفہ نے کہ تحقیق جانا ہے اس قصہ کو میرے ان یاروں نے یعنی جو موجود ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور بعضے نہیں جانتے ہیں اس کو مفصل اس لیے کہ واقع ہوا ہے اُن کو کچھ نسیان جو خواص انسان سے ہے، اور میں بھی انہی میں سے ہوں کہ جو کچھ بھول گئے ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا اپنے حال کو اور تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ واقع ہوئی ان چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت ﷺ نے وہ چیز کو تحقیق بھول گیا میں اس کو۔ پس دیکھتا ہوں میں اس چیز کو، پس یاد میں لاتا ہوں میں اس کو جیسے جیسے کہ یاد دلاتا ہے چہرہ شخص کا، یعنی بطریق اجمال و ابہام کے جب کہ غائب ہوتا ہے اُس سے اور فراموش کرتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے اس کو شخص یعنی ایسے ہی میں وہ باتیں بھولا ہو رہوں۔ لیکن جب کہ کوئی بات اُن سے واقع ہوتی ہے تو پہچان لیتا ہوں کہ یہ وہی ہے جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔

نقل کیا اِس کو بخاری اور مسلم نے اور اِسی طرح یہ حدیث کتاب مظاہر الحق صفحہ ۳۱۳ سطر ۱۳، میں درج پائی گئی۔ اور کچھ الفاظ کی کمی سے اسی مضمون کی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے صحیح مسلم، جلد دوم: صفحہ ۳۹۰ سطر ۱۸ میں ہے۔ اور کتاب اشعۃ اللمعات، شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جلد چہارم: صفحہ ۲۹۶ سطر ۱۰، میں بھی یوں ہی ہے اور اس کی فارسی شرح کی عبارت یوں ہے۔

روایت از حذیفه است که گفت ایستاد درما آنحضرت ﷺ یعنی خطبه خوانده وعظ گفت. ایستادنی که مگذاشت چیزے که باشد وقوع یا بدنی دراں مقامیکه ایستاده بود تا روز قیامت یعنی مگذاشت دریں مقام چیز را از ما وقائع که

شدنی است تا روز قیامت۔ (الحدیث، متفق علیہ)

**حدیث۔۔۔۵:**

عن الظھری اخبرنی انس بن مالک ﷺ ان النبی ﷺ خرج حین زاغت الشمس فصلی الظھر فلما سلم قام علی المنبر فذکر الساعة وذکر ان بین یدیھا امرا عظاما ثم قال من احب ان یسأل عن شیء فلیسأل عنہ فواللہ لا تسئلونی عن شیء الا اخبرتکم بہ ما دمت فی مقام ھذا قال انس فاکثر الناس البکاء واکثر رسول اللہ ﷺ ان یقول سلونی فقال انس فقام الیہ رجل فقال این مدخلی یارسول اللہ قال النار فقال فقام عبداللہ بن حذافة فقال من ابی یارسول للہ فبزک قال ابوک حذافة قال ثم اکثر ان یقول سلونی سلونی نبرک عمر علی رکبتیہ فقال رضینا باللہ ربا۔ (الحدیث: کتاب صحیح البخاری، جلد چہارم، باب الاعتصام بالکتب والسنة، ص ۱۸۵ سطر ۱۹)

حضرت ظہری ﷺ سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر دی انس بن مالک ﷺ نے۔ تحقیق حضرت نبی کریم ﷺ جس وقت سورج ڈھلا اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کے آنے کا حال بیان فرمایا، اور فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے اہم امور ہونے والے ہیں۔ پھر فرمایا: کوئی شخص ہے کہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے، پس پوچھ لے مجھ سے، قسم ہے اللہ کی جو کچھ۔۔۔ خبر بھی پوچھو گے، میں بتلاؤں گا جب تک میں یہاں کھڑا ہوں۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگ بہت روئے اور بہت دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرو مجھ سے۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا، اُس نے پوچھا کہ میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے، فرمایا کہ تیری جگہ دوزخ میں ہے۔ پھر اُٹھا عبداللہ بن حذافہ اور سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر فرمایا کہ پوچھو مجھ سے۔۔۔ آخر حدیث تک۔ فقط

**حدیث۔۔۔۶:**

عن عبدالرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ ﷺ رایت ربی ﷻ فی احسن صورة قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا وکذالک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات

والارض ولیکون من الموقنین رواہ دارمی مرسلاً. (مشکوٰۃ باب المساجد، ص۶۹سطر ۲۷)۔

عبدالرحمٰن بن عائش ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے۔۔۔ کہ میں نے اپنے رب ﷻ کو اچھی صورت میں دیکھا۔ فرمایا رب نے۔۔۔ کہ ملائکہ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ تُو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا سرور عالم ﷺ نے۔۔۔ کہ پھر میرے رب ﷻ نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اُس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور حضرت ﷺ نے اُس حال کے مطابق یہ آیت تلاوت فرمائی۔۔۔ یعنی دکھائے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہوجائیں۔

۔۔۔ اِس عبارت میں 'وضع کف' مزید فضل اور نہایت تحقیق اور ایصال فیض اور عنایت وکرم اور تائید وانعام سے کنایہ ہے اور 'سردی پانا' دونوں چھاتیوں میں وصول اثر فیض اور حصول علوم سے کنایہ ہے۔ اِس حدیث شریف سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ ہمارے مولا وآقا ﷺ کو ہر چیز کا علم مرحمت ہوا۔

**حدیث۔۔۔ ۷:**

عن ابن عمر قال ذکر النبی ﷺ اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللّٰھم بارک لنا فی یمننا قالوا وفی نجدنا قال اللّٰھم بارک لنا فی شامنا اللّٰھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثہ ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان. بلفظہ

(صحیح بخاری، مصر، جلد چہارم، کتاب الفتن، ص:۱۶۲سطر۱۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے۔۔۔ کہ یا اللہ! ہمارے ملک شام میں برکت فرما اور اَے اللہ ہمارے ملک یمن میں برکت دے۔ اور کہا نجد والوں نے کہ ہمارے ملک نجد کے واسطے بھی برکت کی دُعا فرمایئے۔ پھر دوبارہ فرمایا حضور ﷺ نے۔۔۔ کہ یا اللہ! ہمارے ملک شام میں برکت عطا فرما اور ہمارے ملک یمن میں برکت دے۔ پھر نجدی بولے کہ ہمارے ملک نجد میں بھی برکت ہو۔ پس راوی کا گمان ہے کہ یہ دُعا تین ۳ دفعہ مانگی گئی اور نجد والوں کے حق میں فرمایا۔۔۔ کہ وہاں زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور وہاں ایک شیطان کا سینگ نکلے گا۔

۔۔۔ یہ حدیث شریف بطور پیشنگوئی کے لیے ہے جس پر علماء ومحدثین متفق ہیں کہ اس کا ظہور ۱۲۰۰ھ میں

ہو چکا ہے۔ تفصیل واقعہ کے لیے دیکھو کتاب 'ردالمحتار شامی' کے 'باب البغاۃ' میں اس کی مکمل تشریح ہے۔

**حدیث۔۔۔۸:**

**عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ھو ما کائن فیھما الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ**

مواہب اللدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ ۔۔۔ اللہ جل جلالہ نے میرے لیے دُنیا کو ظاہر فرمایا۔ پس میں دُنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اِس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اِس ہتھیلی کی طرف

علامہ زرقانی شرح مواہب قسطلانی، جلد ۷ صفحہ ۲۳۴، میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے دُنیا ظاہر فرمائی۔ حضور ﷺ نے تمام اس میں کے حالات وحقائق کا احاطہ فرما لیا اور یہ ارشاد کرنا کہ میں اس کو اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کے دیکھ رہا ہوں اور ملاحظہ فرما رہا ہوں۔ اِس سے حقیقۃً دیکھنا آنکھ کا مراد ہے نہ کہ نظر کے مجازی معنی فرمائے گئے ہیں۔

**الغرض۔۔۔**

اَحادیث کی تعداد اس حد تک ہے کہ اگر اُن سب کو یہاں ذکر کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب علیحدہ تیار ہو جائے۔ اصلاحِ عقیدہ اور درستی ایمان کے لیے جو نقل کر دی ہیں یہی کافی ہیں اور خدا کے فضل سے ہمارے مفہوم کی پوری پوری وضاحت فرماتی ہیں۔ اِن سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اَحادیثِ مندرجہ کے تمام ارشادات وملفوظات میں حضور ﷺ کا آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے جان لینے کا ارشاد تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل ہونے اور احاطہ کرنے کا بین ثبوت ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ گزشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں اور تم سے بعد والوں، دُنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی آسمانوں اور زمینوں کی خبر دیتے ہیں۔ مگر اس سے اللہ جل جلالہ کے علم سے کوئی برابری نہیں اور نہ اہلسنت اس کے قائل ہیں۔

فالحمد للہ! جیسا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے ایسے وقت میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازوؤں کو ہلائے مگر حضور ﷺ نے ہم سے اس کا بیان بھی فرما دیا ہے۔

کیا اب بھی شبہ ہو سکتا ہے کہ رسول خدا ﷺ کو خدا کا دیا ہوا بھی علم غیب نہیں، اور جو مانے وہ مشرک ہے۔۔۔یا۔۔۔ یہ ماننا پڑے گا کہ سرکار مدینہ کی وسعت علم کو خبثِ باطنی تسلیم کرنے نہیں دیتا۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ بڑی کتاب کا مطالعہ نہیں کرتے اور مختصر لکھنے کی ضرورت ہے تو بفضلہ تعالیٰ اِس مضمون کو اتنا



CamScanner

طویل لکھتا کہ مخالفین کی آنکھیں انوارِ نبوت کو دیکھ کر روشن ہو جاتیں۔۔یا۔حسد سے چندھیا جاتیں۔

غور تو کرو کہ مواہب جلد دوم، ص ۱۹۳ سطر ۱۲ میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک دن ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو جنگ کا منظر حضور ﷺ کے سامنے ہو گیا اور اُن غلاموں کی جانب گوشۂ التفات ہوا جو حضور کے نام پر مر مٹنے اور خدا کے نام کو بلند کرنے کے لیے کفار کے مقابلہ میں بمقام موتہ، محاذِ دمشق، ارض بلقاء میں صف آرا تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ سے اُن جانثاران اسلام کے گروہ کو دیکھا اور مقامی حاضرین مجلس غلاموں کو فرمایا: اب زید بن حارث (رضی اللہ عنہ) نے علم یعنی میدان جنگ کا جھنڈا اُٹھایا ہے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اور اُن کے لیے دُعائے رحمت فرمائی اور لوگوں سے دُعائے استغفار کرائی۔ پھر فرمایا: اب جھنڈا جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے اُٹھایا ہے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور فرمایا: اَے لوگو! اپنے بھائی جعفر کے لیے دُعا مانگو۔ پھر فرمایا کہ اب علم یعنی جھنڈا عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) نے اُٹھایا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور ان کے لیے بھی دُعائے رحمت فرمائی اور لوگوں سے دُعا منگوائی اور اُسی گھڑی تمام صحابہء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خبر دی اور تمام حال اُن سے بیان فرما دیا۔ کیا یہ اخبار غیب نہیں، تو کیا ہیں۔ مولا کریم ایسے مسلمانوں کو چشم بصیرت عطا فرمائے جو آٹھوں پہر حضور ﷺ کی توہین وتحقیر کی عبارتیں تلاش کرتے رہتے ہیں اور تعظیم وتوقیر وتفضیل اُن کو ایک آنکھ نہیں بھاتی تاکہ وہ سردار کائنات کے مدارج ومراتب کے تحت اپنی غلامی پر فخر کر سکتیں۔ فقط۔

## ارشاداتِ صلحائے متقدمین رحمۃ اللہ علیہم

اِس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاصان خدا وبندگان خدا رحمۃ اللہ علیہم کے علوم اور اعتقادات کا بھی ذکر کر دیا جائے جو زمانہء نبوت کے اور حامل نبوت (فداہ امی و ابی) کے قریب تر تھے جن کا شعار ہر حالت قول وفعل میں اتباع نبوی ﷺ اور ذوق عشق مصطفیٰ میں مر مٹنا تھا اور جو اپنے بعد آنے والوں کے واسطے اسلام اور شریعت کا بہترین نمونہ تھے۔ جن سے شانِ عالی سرکارِ دوجہاں تاجدار کون ومکاں افضل الرسل ظاہر ہو اور یہ معلوم ہو جائے کہ جن لوگوں کو بحر علوم مصطفی ﷺ کا ایک قطرہ دستیاب ہوا اُن کی کیفیت کیا رہی۔ اور سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کی شان تو وراء الوراء ہے، حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرش والے تیری رفعت کا علو کیا جانیں      خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

علامہ ملا علی قاری 'مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح' جلد ۲ صفحہ ۶ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نفوس زکیہ قدسیہ جب علائق بدنیہ سے عروج کر کے ملاء اعلیٰ کے ساتھ مستقل ہو جاتے ہیں اور اُن کو کوئی

حجاب نہیں رہتا ہے تو وہ سب کو مثل شاہد کے دیکھتے ہیں۔امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

**وسع العالمین علماء وحلماء فھو بحر لم تعیه الاعیاء**

اِس کی شرح شیخ سلیمان جمل رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں 'فتوحاتِ احمدیہ' میں درج فرمائی ہے کہ ہمارے آقا نبی الانبیاء ﷺ کا علم عظیم انسانوں جنوں فرشتوں سب کے علوم سے وسیع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام علوم پر مطلع فرمایا ہے۔علومِ اولین وآخرین ما کان وما یکون کے مرحمت فرمائے اور آپ کو تو علومِ قرآن ہی کا عالم ہونا بہت کافی ہے کہ حق ﷻ نے فرمایا کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کا ذکر قرآن پاک میں نہ ہو۔ایسی تصریحوں کے بعد کیا شبہ کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

پروردگار اُن دِلوں میں قبول حق کا مادہ پیدا فرمائے۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 'زبدۃ الاسرار' میں حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اشقیاء اور سعداء اولیاء پر پیش کیے جاتے ہیں اور ان کی آنکھ کی پتلی لوحِ محفوظ میں رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں۔حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ 'نفحات الانس' ص ۲۴۹ میں خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

> **حضرت عزیزان علیه الرحمة والرضوان میگفته اند که زمین در نظر ایں طائفه چوں سفره ایست وما میگوئیم چوں روئے ناخنے ایست هیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست**
>
> یعنی حضرت عزیزان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ زمین اولیائے کرام کے سامنے ایک دسترخوان کی مثل ہے اور کوئی چیز اُن کی نظر سے غائب نہیں۔اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کہ روئے زمین اُن کے سامنے ناخن کی مانند ہے اور کچھ بھی اُن سے پوشیدہ نہیں۔(بلفظہ،از سیف المسلول،ص ۲۱)

حضرت مولانا علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جن کی مثنوی ہر طبقہ کے لوگوں میں مقبول اور پسندیدہ ہے اور آپ کی فلاسفی زبان زدِ خلائق ہے اور آپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مشائخ حدیث کی چھٹی پشت میں سے ہیں۔مثنوی میں فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے زید سے دریافت فرمایا کہ تم نے صبح کس حال میں کی ہے۔عرض کیا اِس حال میں کہ عبد مؤمن تھا۔فرمایا: آپ نے کہ تم حقیقتِ ایمان کا کیاں نشان رکھتے ہو۔عرض کیا کہ میں نے اپنے نفس کو دُنیا سے پھیرلیا، راتوں کو عشق میں جاگا اور دنوں کو بھوکا پیاسا رہا۔اب گویا میں اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہوں اور اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتا ہوں۔اور یہی مولانا روم فرماتے ہیں، مثنوی:



CS CamScanner

لوح محفوظ است پیش اولیاء　　　چہ محفوظ است محفوظ اَز خطا

امام وہاب الدین شعرانی 'کبریت احمر' میں فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ سید علی خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو آدمی جب تک کامل نہیں ہوتا جب تک اُس کو اپنے مرید کی حرکتیں اُس کے باپ دادوں کی پشت میں نہ معلوم ہوں۔ جب تک یہ نہ معلوم کرے کہ 'یوم الست' سے کس کس پیٹھ میں ٹھہرا اور اُس نے کس وقت تک کے حالات جانے۔

'مصباح الہدایت' ترجمہ عوارف حضرت قبلہ عالم شیخ شہاب الدین عمر سہروردی علیہ الرحمۃ فصل سوم (ص ۱۶۵) دَر آدابِ حضرت رسالت ﷺ فرماتے ہیں:

پس باید کہ بندہ ہمچنان کہ حق ﷻ پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاھراً وباطناً واقف ومطلع دھند. رسول اللہ ﷺ را نیز ظاھر وباطن خود مطلع وحاضر داند تا مطالعہ صورت تعظیم ووقار وھموارہ بر مخالفت آداب حضرتش دلیل بود. واز مخالفت اوسراً واعلاناً شرم وارد وھیچ دقیقہ از وقائق آدب صحبت او فرد مگزارد. معظم آداب آنست کہ در خاطر خود مجال ندھد. کہ ھیچ آفرید را آن بکمال ومنزلت وعلو مرتبت کہ اورا بود ممکن باشد.. الآخر بلفظہ.

'قصیدہ بردہ' حضرت شرف الدین بن محمد بوصیری علیہ الرحمہ میں حضور کے علمی کمالات کو یوں تحریر فرمایا گیا ہے کہ:

فان من جودک الدنیا وضرتھا　　　ومن علومک علم اللوح والقلم

یعنی پس تحقیق دُنیا وآخرت آپ کے بحرِ عطا سے ایک قطرہ کے برابر ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم سے ایک شمہ بھر ہے۔

'منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت' جلد اول ص ۳۷۷ سطر ۱۲، میں لکھا ہے کہ یہ بھی سرورِ عالَم ﷺ کے معجزوں سے ہے کہ آپ غیب کا حال جانتے تھے اور وہ چیزیں جو آئندہ ہونے والی ہیں اُن کی خبر دیتے تھے۔ آگاہ ہو کہ علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہے اور غیب کی خبریں جو زبان مبارک رسول اللہ ﷺ پر ہیں۔ چنانچہ اُن کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں مگر اُس چیز کو کہ میرے پروردگار نے مجھ کو سکھایا۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنی حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں مانند دریائے بے انتہا کے ہیں۔ بلفظہ۔

مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ دفتر چہارم صفحہ ۵۲، ۵۳ مطبوعہ بمبئی پر



CamScanner

حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک پیشگوئی درج ہے جو آپ نے اپنی حینِ حیات میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرمائی تھی۔ حالانکہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ۳۹ سال بعد دُنیا میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ اس حساب سے معلوم ہوگا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۵ شعبان ۲۶۹ھ ہجری المقدس میں وفات پائی۔ عمر مبارک آپ کی ۱۳۳ سال ہوئی۔ اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ یعنی حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے ۳۹ سال بعد منصہ شہود میں آئے اور ۴۱۹ھ ہجری میں یوم عاشورہ کو وفات پائی۔ اللہ اللہ بندگانِ خدا مقبولین بارگاہِ ارض وسماء کیسے کیسے ذی شان گزرے ہیں جو علوم غیب کے دریا تھے۔ درآنحالیکہ وہ سردارِ دو جہاں مختارِ کون ومکاں ﷺ کے ادنیٰ ترین خدام بارگاہ سے تھے۔ اور اُن کا علم، علم نبوت کے مقابلہ میں ایک قطرہ کے برابر ہے۔ یہ پیشگوئی اس لیے فرمادی کہ لوح محفوظ جہاں قلم قدرت نے سب کچھ ہونے والا لکھا ہوا ہے وہ بموجب حدیث شریف۔۔۔ اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله۔۔۔ اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی پیش نظر رہتی ہے۔

ہم بعینہٖ مثنوی شریف کے وہ اشعار یہاں درج کرتے ہیں جو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فرمائے اور مولانا روم جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے معتقدانہ اور محبت آمیز لہجے میں نظم فرماکر مثنوی شریف میں بداعتقادوں کی ہدایت کے لیے منسلک فرما دیئے ہیں تاکہ پتا چل جائے کہ علمِ غیبِ انبیاء واولیاء کے متعلق مولانا روم جیسے فلاسفر اور فاضل نبیل اور درویش بے عدیل کا کیا عقیدہ تھا، اور وہ یہ ہیں:

ایں طبیباں نو آموز ند خود ۔۔۔ کہ بدیں آیات شاں حاجت بود

یہ طبیب خود نو آموز ہیں، ان کو ان علامتوں کی ضرورت ہوتی ہے

کاملاں از دور نامت بشنوند ۔۔۔ تا بقعر تار و پودت در روند

کامل لوگ دُور سے تیرا نام سنتے ہیں تیرے تانے بانے کی گہرائی میں اُتر جاتے ہیں

بلکہ پیش از زادن تو سالہا ۔۔۔ دیدہ باشندت ترا باحالہا

بلکہ تیری پیدائش سے سالوں پہلے تجھے حالات میں دیکھتے رہے ہیں

حال تو دانند یک یک مو بمو ۔۔۔ زانکہ پُر بودند از اسرار ھو

وہ تیرا حال ایک بال بال جانتے ہیں کیونکہ ذاتِ حق کے رازوں سے پُر ہیں

آں شنیدی داستان بایزید  کوز حال بوالحسن پیش چہ دید
تُو نے (حضرت) بایزید کا وہ قصہ سنا ہے کہ انہوں نے
(حضرت) ابوالحسن کا حال پہلے کیا دیکھ لیا تھا

روزے آں سلطان تقوی می گزشت  با مریداں جانب صحرا و دشت
ایک دن وہ شاہِ تقوی جا رہے تھے جنگل اور بیابان کی طرف مریدوں کے ساتھ

بوئے خوش آمد مرا و را ناگہاں  در سواد رے زسوی خارقاں
اچانک اُن کو ایک خوشبو آئی رَے کے اطراف میں خارقان کی جانب سے

ہم بدانجا نالہ مشتاق کرد  بوی را از باد استنشاق کرد
اُسی جگہ انہوں نے مشتاقانہ نالہ کیا، ہَوا سے خوشبو کو سونگھا

بوی خوش را عاشقانہ می کشید  جان او از باد بادہ می چشید
خوشبو کو عاشقوں کی سونگھتے تھے، اُن کی جان ہَوا میں سے شراب پی رہی تھی

کوزہ کو از یخ آبہ پر بود  چوں عرق بر ظاہرش پیدا شود
وہ پیالہ جو برف کے پانی سے بھرا ہو  جب بوندیں اس کے باہر نظر آتی ہیں

چوں درو آثار مستی شد پدید  یک مرید او را ازان دم بر رسید
جب اُن میں مستی کے آثار ظاہر ہوئے، اُن کا ایک مرید اُسی وقت پہنچا

پس بپرسیدش کہ ایں احوال خوش  کہ برونست از حساب پنج و شش
تو اُس نے دریافت کیا کہ یہ بہترین احوال جو پانچ (حواس) اور چھ (جہات) کے حساب سے باہر ہیں

گاہ سرخ و گاہ زرد و کہ سپید  می شود رویت چہ حالست و نوید
کبھی سرخ اور کبھی زرد اور کبھی سفید۔ آپ کا چہرہ ہورہا ہے کیا حال اور کیا خوش خبری ہے؟

می کشی بوی و بظاہر نیست گل  بیشک از غیب ست و از گلزار کل
آپ خوشبو سونگھ رہے ہیں اور بظاہر پھول نہیں ہے بیشک وہ غیب سے اور (ذات) کل کے گلزار سے ہے

اَے تو کام جان ہر خود کامہ  ہر دم از غیبت پیام و نامہ
اَے وہ کہ آپ ہر حاجت مند کی جان کا مقصود ہیں۔ آپ کے لیے ہر وقت غیب سے نامہ اور پیام ہے

ہر دمے یعقوب وار از یوسفے  می رسد اندر مشام توشفے
(حضرت) یعقوب کی طرح ہر وقت ایک یوسف ہے۔ آپ کے دماغ میں راحت پہنچتی ہے

قطرہ بر ریز بر ما زاں سبو　　　شمہ زاں گلستاں با ما بگو

اُس ٹھلیا سے ایک قطرہ ہم پر گرا دیجیے۔ اُس گلستان کا تھوڑا سا حال ہم سے کہہ دیجیے

میر مجلس نیست در دوراں دگر　　　جز تو اے شہ در حریفاں درنگر

زمانہ میں کوئی دوسرا صدر مجھ نہیں ہے۔ اے شاہ آپ کے سوا دوستوں میں نظر فرمائیے

گفت زیں سوی بوی یارے می رسد　　　کاندریں دہ شہریارے می رسد

فرمایا: اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے کیونکہ اس گاؤں میں ایک شاہ آئے گا

بعد چندیں سال می زاید شہے　　　می زند بر آسمانہا خرگہے

کچھ سال کے بعد ایک شاہ پیدا ہوگا جو آسمانوں پر خیمہ زن ہوگا

رویش از گلزار حق گلگوں بود　　　از من او اندر مقام افزوں بود

اُس کا چہرہ اللہ کے چمن کے پھول کی طرح ہوگا وہ مرتبہ میں سے بڑا ہوگا

چیست نامش گفت نامش بوالحسن　　　حلیہ اش وا گفت ز ابرو تا ذقن

اُس کا نام کیا ہے؟ فرمایا۔۔۔اُس کا نام ابوالحسن ہے اُن کا حلیہ آبرو سے ٹھوڑی تک صاف بتا دیا

خد او و رنگ او و شکل او　　　یک بیک وا گفت از گیسو و رو

اُن کا رخسار اور رنگ اور شکل ایک ایک کر کے گیسو اور چہرے کے بارے میں بتا دیا

بر نبشتند آں زماں تاریخ را　　　از کباب آراستند آں سیخ را

اُس وقت انہوں نے تاریخ لکھ لی اُس سیخ کو کباب سے آراستہ کر لیا

چوں رسید آں وقت و آں تاریخ راست　　　زاں زمیں آں شاید پیدا گشت و خاست

جب ٹھیک وہ وقت تاریخ آئی اُس زمین سے وہ شاہ پیدا ہو گئے اور اٹھے

از پس آں سالہا آمد پدید　　　بوالحسن بعد از وفات بایزید

اس کے سالوں بعد پیدا ہوئے۔ ابوالحسن، بایزید کی وفات کے بعد

جملہ خوہای اوز امساک وجود　　　آنچناں آمد کہ آں شہ گفتہ بود

اُن کی تمام عادتیں نہ دینے اور دینے میں اسی طرح ثابت ہوئیں جیسا کہ اُن شاہ نے فرمایا تھا

لوح محفوظ ست او را پیشوا　　　از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا

لوح محفوظ اُن کی پیشوا ہے۔ کس چیز سے محفوظ ہے؟ غلطی سے محفوظ ہے

نے نجوم ست و نے رمل ست و نہ خواب　　　وحی حق واللہ اعلم بالصواب



CS CamScanner

نہ نجوم ہے نہ رمل ہے اور نہ خواب ہے۔ اللہ کا الہام ہے اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

مومنا ینظر بنوراللہ شدی　　　　از خطاو سہوا یمن آمدی

اَے مؤمن! تُو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے کیونکہ تُو اللہ کا نور بن گیا ہے، تُو غلطی اور بھول سے محفوظ ہو گیا ہے

۔۔۔حضرت شیخ المشائخ، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی، شاہِ شاہاں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے علم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعاً　　　　کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ التِّصَالٖ

میں تمام ممالکِ الٰہیہ کو اس طرح دیکھتا ہوں جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ ہوتا ہے

جب اللہ کریم کے اولیاء کو تمام بلاد اللہ مثل رائی کے دانے کے معلوم ہوں اور کبرائے امت اس علمِ غیب کے بعطائے مالکِ حقیقی مدعی ٹھیریں تو عقیدہ رکھنے والے کہاں تک حق بجانب نہ ہوں گے اور سرورِ عالم ﷺ کے علومِ غیبیہ کی کیا حد ہو گی جس کے مقابلہ میں اُن بزرگانِ امت کے تمام علوم رائی کے دانہ کے برابر ہوں۔ آخر میں ہم ایک حدیث شریف یہاں درج کر کے ختم کرتے ہیں، جس سے یہ معلوم ہو گا کہ رسولِ خدا ﷺ کے علمِ غیب کے جنگلی درندے بھی قائل ہیں۔ مگر صد حیف اور تُف ہے اُس انسانیت پر جو اشرف المخلوقات ہو کر اپنے ہی ہادی کے متعلق یہ زعم باطل اور عقیدۂ قبیحہ رکھے کہ ایسا علم مویشیوں، چار پائیوں اور دیوانوں، بچوں وغیرہم کو بھی ہو سکتا ہے اور اِس عقیدۂ بد سے اپنا ہی نہیں بلکہ عوام کے ایمانوں کا بھی بیڑا غرق کر دے۔ کیا سچ کہا ہے حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے:

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی　　　　نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

۔۔۔ملاحظہ ہو وہ حدیث شریف جو مشکوٰۃ المصابیح، المعجزات، صفحہ ۵۴۱ سطر ۱۳ میں آئی ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا اور اُس نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی، بس چرواہے نے اُس بھیڑیے کو پالیا اور اُس بکری کو اُس سے چھڑا لیا، کہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کر لی اور کہا کہ میں نے اُس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ جل جلالہ نے مجھے دیا تھا اور میں نے اُس کو لے لیا پھر تُو نے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم! میں نے آج کی طرح کبھی بھیڑیا کو کلام کرتے نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا کہ اِس سے زیادہ تعجب انگیز ایک شخص کا حال ہے جو وہ ریگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ میں ہے کہ وہ شخص گزشتہ اور آئندہ یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو آئندہ تمہارے بعد ہو گا، دُنیا اور

عقبیٰ میں سب کی خبریں دیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر خدمتِ اقدس جناب نبی کریم ﷺ میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ کو یہ واقعہ عرض کیا اور اسلام لایا۔ حضور مختار یوم النشور ﷺ نے اُس کی تصدیق فرمائی۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۲:۵۹﴾ تو عبرت لوائے آنکھ والوں (معارف القرآن)

جانور اور جانوروں میں درندے تو حضور کو عالم ماکان و مایکون یعنی جو ہوا اور جو ہوگا کا عالم مانیں، اور انسانوں اور پھر انسانوں میں سے مسلمان کہلانے والوں کو ابھی بھی تردد رہے، اور خدا کا دیا ہوا علم بھی ماننا شرک ہی بڑبڑاتے جائیں۔

## مختصر جواب اُن آیات واَحادیث کا جو نفیِ علمِ غیب غیراللہ میں پیش کی جاتی ہیں

بعض وہ لوگ، جن کے سیاہ خانۂ عمل میں نورِ نبوت کی روشنی نہیں پڑتی، اپنی لاعلمی اور ناقص العقلی سے قرآن کریم واَحادیثِ نبویہ ﷺ کو اپنے خیالات کے ڈھکوسلے لگا کر عجیب عجیب مفہوموں میں عوام الناس کے سامنے پیش کرتے ہیں اور جہاں کہیں مترجم قرآن کا اردو ترجمہ پڑھ لینے کی مہارت ہو گئی شانِ اجتہادی کا ڈھول پیٹنے لگے۔ جو جی میں آیا کہہ دیا اور متقدمین کے عقیدوں پر تبصروں کی بوچھاڑ شروع کردی۔ چونکہ جاہل ہوتے ہیں اس لیے یہ خدشہ بھی لگا رہتا ہے کہ ہماری علمی قابلیت کی قلعی نہ کھل جائے۔ پھر یہ طریقہ اختیار کرلیتے ہیں کہ وہابیوں میں وہابی ہیں، حنفیوں میں حنفی ہیں اور صوفیوں کی صف میں دیکھو تو اہلِ قبور کے سامنے گھٹنوں دست بستہ کھڑے، یا شیخ عبدالقادر کا وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ جس مسئلہ کے متعلق جس مجلس میں جس طرح کے لوگ دریافت کرتے ہیں، آپ صلح کل کہلانے کے لیے اُسی عقیدہ کا جواب فرمادیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دِل شکنی نہ کرنے اور حقیقت کو چھپانے کے سبب اہلِ دُنیا میں اتقاء پرہیزگاری اور بھگتی کا چرچا ہوجاتا ہے۔ کاش کہ ایسے آدمی کسی ایک ٹھوس اور مضبوط عقیدہ کا اظہار کرکے عوام کی گمراہی کا بوجھ اپنے ذمہ نہ لیتے اور عنداللہ بری الذمہ ہوجاتے۔ ہر انسان جانتا ہے کہ وہ ہر ایک کو اپنی شانِ رعنائی اور سنِ پارسائی سے دُنیا اور دین کے معاملات میں دھوکہ دے سکتا ہے مگر اُسے یقین کرنا چاہیے کہ وہ عالم الغیب کے سامنے ایسا نہیں کرسکے گا اور اُس کی قدرت کے انتقامی قواء کی گرفت اس کے لیے سخت ترین ہوگی۔

مسئلہ علمِ غیب رسول اللہ ﷺ بھی ان ہی چند مسائل سے ہے جن میں پنتھ سازی کا سلسلہ کارگر ہوسکتا ہے مگر آپ انصاف سے کام لیں اور حق تلاش کریں تو معلوم ہوجائے گا کہ یہ آیات اور اَحادیث



CamScanner

جو اس مختصر رسالہ میں درج کی گئی ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی بہت ہیں، کیا یہ منسوخ ہیں۔۔یا۔۔آیات و احادیث کے اسماء سے محروم الاسم ہیں، جو مخالفین اِن کے ہوتے ہوئے قولاً اور اعتقاداً اُن سے روگردانی کرتے ہیں۔ اور اگر یہ آیات واَحادیث ہیں اور یقیناً ہیں اور ان کے ساتھ علمی رنگ بھی شاہد ہے تو پھر کیا ان پر ایمان لانا کوئی جرم۔۔یا۔۔شرک ہوسکتا ہے۔ ہاں ایک بات جو شبہ میں رکھتی ہے وہ دوسری آیات واحادیث ہیں جن میں علم غیب کی نفی ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جو سمجھ نہ آسکے۔ اُن کے مطالب اور حقائق پر غور کرنے سے تمام تر آیات کی اور اَحادیث کی مطابقت ہوسکتی ہے جس میں سر موقرآن کریم کا انحراف بھی نہیں ہوتا اور حضور سید یوم النشور ﷺ کی شان علمیت میں بھی فرق نہیں آتا۔ یہ وہی قاعدہ اور اصول ہے جو سلف صالحین نے اختیار فرمایا ہے جسے بطور دلائل مختصراً ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ خداوند عالَم کی توفیق اظہارِ حق پر شامل ہو۔

چونکہ رسالہ کا حجم ہمارے خیال میں زیادہ ہوگیا ہے۔ اس لیے طویل مباحث اور عبارات کو ترک کرکے اردو کی چند سطور میں لکھتے ہیں:

آیت: قُلْ لَایَعْلَم۔۔۔الآیۃ اور آیت: اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃَ۔۔۔اور ہمچوں دیگر آیاتِ اللّٰہ اور اَحادیثِ نبوی ﷺ ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ۔۔۔'اَے محمد! کہہ دے کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کی بات کو مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اور وہ نہیں جانتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے'۔

دوسری آیت کے معنی ہیں: 'بے شک اللہ جو ہے اُسی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور برساتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے لڑکا۔۔یا۔۔لڑکی، پورا۔۔یا۔۔ناقص، اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کمائی کرے گا کل، اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

یہ آیات ہیں جن کو منکرین ہمیشہ بے پڑھے لکھے پیش کرتے ہیں اور اُن کا خیال ہوتا ہے کہ ان آیات سے حضور اقدس ﷺ کا عالم جمیع اشیاء نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور بالخصوص پانچ ۵ چیزوں کے علم کی نفی تو ایسی ہے جو اُن کے نزدیک مستحق ہے، مثلاً: قیامت کی خبر، مینہ کی خبر، اور اپنی قبر اور موت کی خبر۔ مگر یہ اخبار ایسی ہیں کہ مفسرین نے آیات کی تطبیق کے بعد ثابت کردیا ہے کہ قرآن شریف اور اَحادیث میں جہاں کہیں ایسے کلام ہیں، اُن سے نفی اُس علم کی مقصود ہے کہ جس پر دلیل نہیں، اور جو کچھ حق تعالیٰ نے خود تعلیم فرمائے ہیں اُن کی نفی کیونکر ہوسکتی ہے۔ کیا کوئی ذی فہم انسان یہ کہہ سکتا کہ ان آیات کا علم خداوندِ عالَم کے بتانے پر بھی کسی مخلوق کو نہیں ہوسکتا۔ اور اگر یہی خیال ہے تو لیجیے متقدمین سے معلوم کیجیے اور جاہل کہلائیے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان آیتوں سے حضور ﷺ کے علم میں نہ ہونے کی دلیل لانا خود قرآن کریم سے جاہل ہونے



CamScanner

کی دلیل ہے۔ یہاں حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں ہوں، تواضع ہے۔

**تفسیر روح البیان:**

زیرِ آیت۔۔۔وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ ..الآیۃ۔۔۔میں لکھا ہے۔(ترجمہ:) حق تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فرمایا کہ کافروں سے اُن کی عقل کے مطابق باتیں کریں۔۔۔(الیٰ قولہ) اور میں خود بخود غیب نہیں جانتا، کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اعلام سے ماضی اور مستقبل کی خبریں دیتے تھے۔ اور شبِ معراج کے واقعہ میں آپ نے فرمایا ہے کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا جس سے میں نے معلوم کر لیا جو ہوا ہے اور جو ہونا ہے اور جو ہوگا۔ پس جو کوئی کہے کہ آنحضرت ﷺ علمِ غیب نہیں جانتے تھے، وہ راستہ سے بھولا ہوا ہے۔

**تفسیر جمل:**

زیرِ آیت۔۔۔عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ....الآیۃ۔۔۔برحاشیہ تفسیر جلالین لکھا ہوا ہے: (ترجمہ:) آنحضرت ﷺ نے جو کسی جگہ علمِ غیب کی نفی اپنے نفس شریف سے فرمائی ہے تو یہ حق تعالیٰ سے تواضع ہے اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے۔ اور معنی آیت کے یہ ہیں۔۔۔کہ میں خود بخود غیب نہیں جانتا مگر حق تعالیٰ مجھے غیب پر اطلاع دیتا ہے۔

**تفسیر کبیر:**

جلد چہارم صفحہ ۷۴ سطر ۲۷ میں زیرِ آیت۔۔۔قُلْ لَّآ اَقُوْلُ... (الآیۃ)۔۔۔لکھا ہوا ہے۔ (ترجمہ:) اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ آپ کہہ دیں میں نہیں کہتا۔ میرے پاس خزانے ہیں اللہ تعالیٰ کے اور میں غیب نہیں جانتا، تحقیق اِن کلمات سے مراد آنحضرت ﷺ کی تواضع اور کسرِ نفسی ہے اور خضوع و عبودیت کا اقرار کرنا ہے تاکہ مسلمان قوم نصاریٰ کی طرح یہ اعتقاد نہ کر لیں جیسے انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو (خدا۔۔یا۔۔خدا کا بیٹا) کہہ دیا ہے۔

**تفسیر خازن:**

جلد دوم صفحہ ۱۶ از زیرِ آیت:۔۔۔قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ...الآیۃ۔۔۔میں لکھا ہے کہ اس آیت سے مراد تواضع اور کسرِ نفسی اور اعترافِ عبودیت ہے۔ ورنہ دوسری آیتیں علمِ غیب کے اثبات پر کیوں آتیں۔

**شرح نسیم الریاض:**

علامہ شہاب خفاجی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ آیت مندرجہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ آیات منافی نہیں ہیں



CamScanner

جو دلالت کرتی ہیں اِس بات پر کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ تحقیق اس میں اُن کے علم غیر واسطہ کی نفی ہے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے اعلام سے اُن کو اطلاع ہوتی ہے وہ صحیح ہے اور یہ امر متحقق ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے۔۔۔علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔۔۔یعنی اپنے علمِ غیب پر، جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے، اُس نے اپنے حبیبِ پاک کو مطلع فرمادیا ہے۔

## شیخ عبدالحق محدث دہلوی:

۔۔۔اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہا راندانند۔ آنہا از امور غیب اند کہ جز خدائے کسے آنرا نداند مگر آنکہ دے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند

اب تو ایک جاہل بھی جان جائے گا کہ جس کو جناب حق ﷻ نے یہ علم تعلیم فرمادیا، اس سے اس آیت میں نفی علم کی نہیں ہے بلکہ نفی صرف اُس شخص کے حق میں ثابت ہوگی جو اپنے اختیارات۔۔یا۔۔اٹکل سے علومِ غیب کا مدعی ہو۔ باقی رہا علم پانچ اشیاءِ مذکورہ کا، تو اُس کی نسبت شیخ عارف عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے ان پانچ امور کا علم کیسے پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ جب کہ ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف ممکن نہیں۔ اس قول نے یہ بھی واضح کر دیا کہ حضور تو حضور ہیں، آپ کے غلام بھی ان باتوں کا علم رکھتے ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آتی ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بارش کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ فتنہ یاجوج ماجوج کے بعد اللہ تعالیٰ ایک زبردست مینہ بھیجے گا جس سے کوئی مقام اور کوئی مکان خالی نہ رہے گا۔ اِسی طرح سب مخلوق کے مرجانے کے بعد ایک مینہ کی خوشخبری دیتا ہے اور فرمایا ہے کہ اُس مینہ سے آدمیوں کے جسم اگیں گے اور یہ خبر سینکڑوں اور ہزاروں سال پہلے سے فرمائی ہے، اور قیامت کی وضاحت تو ایسی حدیثوں میں ہے جو محتاج بیان ہی نہیں۔

اسی طرح شاہ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہ رہا کرتی تھی۔ ایک روز پریشاں حال اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے۔ شیخ نے فرمایا۔۔۔ تیری پشت سے ایسا فرزندار جمند پیدا ہوگا کہ جس کے علم سے دُنیا بھر جائے گی۔ چنانچہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اُس پیشگوئی کے تحت پیدا ہوئے ہیں۔ انصاف کا مقام ہے کہ ایک ولی کو تو پتا ہے کہ ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو خبر نہ ہو۔ حالانکہ بیسیوں لڑکوں کی پیشگوئیاں حدیثوں میں موجود ہیں۔ جیسے: امام مہدی اور امام اعظم اور امام حسین علیہم السلام وغیرہ کی۔

کُل کی نسبت بھی آپ کو علم تھا جیسا کہ فتح خیبر کے وقت آپ نے فرمایا۔۔۔کہ میں کُل کو ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اُس کے ہاتھ پر خیبر کو فتح کرے گا۔اور موت کے متعلق!اپنی موت۔۔۔یا۔۔ قبر کا علم تو درکنار لوگوں کی قبور اور اموات کا بھی رسول اللہ ﷺ کو علم تھا۔جیسے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرماتے وقت اپنی عدم ملاقات کا ارشاد فرمایا۔اور جنگ کے وقت یہ فرمایا کہ یہاں کُل فلانے فلانے کی لاشیں ہوں گی۔ بلکہ حضور کے غلاموں نے اس حد تک اپنی مقابر کے لیے وضاحت کردی ہے کہ اگر یہاں اُن بزرگانِ دین کے واقعات ذکر کیے جائیں ایک علیحدہ دفتر ہو جائے۔

اِن دلائل سے یقینی طور پر حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے اور تاجدارِ کائنات ﷺ کی معلومات کی انتہا ظاہر ہوتی ہے۔خداوند عالم ہم کو اور جمیع مسلمانوں کو توفیق دے کہ سب اپنے آقا سید المرسلین رحمۃ للعالمین، عالم علوم اولین و آخرین، نبی النبیین ﷺ کی معرفت کو حاصل کرلیں اور اس کی تعظیم میں اس کی شانِ اعظم کے مطابق مؤمن ثابت ہوں۔ آمین ثم آمین۔

سُبۡحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلَامٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ.

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوۡلِ خَیۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

وَاللّٰهُ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطِ الۡمُسۡتَقِیۡم

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

## ﴿تقریظ﴾

### علامہ حافظ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

### خطیب مسجد وزیر خان، لاہور

میں نے اِس مبارک رسالہ کو اوّل سے اخیر تک کہیں کہیں سے دیکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسالہ کیا ہے، دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں فی الواقع رسالہ ہے۔ دلائل نہایت واضح، طریق استدلال بغایت رائج، لفظ لفظ سے بوئے محبت آتی ہے۔ سطر سطر سے چاشنی مودت ٹپکتی ہے۔ گویا مصنف کے لیے شمع لامع ہے اور متعصب کے لیے سیف قاطع۔

۔۔۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ فاضل مؤلف کے علم و عمل و محبت میں ترقی دے۔

آمین آمین بحرمة النبی الامین المکین علیه افضل الصلوٰة واکمل التسلیم

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

## ﴿تقریظ﴾

### مولانا ابوالاسد محمد عبدالحفیظ

### صدر مدرسہ مظہر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد

### حال مقیم امرتسر

میں نے بوجہ قلتِ وقت رسالہ کو کہیں کہیں سے دیکھا، مضامین واضح ہیں اور دلائل قاطع۔ مصنف کے لیے رسالہ ہذا کافی ہے اور متعصب ضدی کے لیے اس سے زائد بھی غیر دانی۔ خدا فاضل مصنف کو جزائے خیر دے۔

فقیر قادری ابوالاسد، محمد عبدالحفیظ غفر اللہ له

ولوالدیہ واساتذیہ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆



CamScanner

## ﴿تقریظ﴾

### علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدا و شکرا لمن تفرد بالایجاد ونور بنورالایمان قلوب اهل السنة والجماعة بصحیح الاعتقاد والصلوٰة والسلام الاتمان علی سیدنا ومولانا محمد افضل العباد الهادی الی سبیل الرشاد داعی الی اللّٰه باذنه الی یوم الاستناد الماحی بواضح براهین شریعته سفسطه اهل الزیغ والعناد وعلی آله واصحابه واتباعه واحبابه الطارین الامجاد الاسیاد.

اما بعد فانی لما سرحت جواد النظر واطلقت عنان الفکر فی میادین هذا السفر المبتکر الفیته قد جمع من ساطع ادله الشریعه الجلیله ویقینیاتها القاطعه المنیعه ما ازاح به شبه الملحدین الوهابیین ودحض اباطیل المعاندین المتردین الخارجین عن الملة الحنفیة المویدة بالبراهین فهدة العجاله طریق السداد وسبیل الرشاد ونافع العباد ودونه خرط القتاد فلله در مولفة المفخم ومخلصنا الا عظم مولانا الفاضل القاضی ابوالفیض محمد قندر علی السهروردی متع اللّٰه المسلمین بفیوضه الصوری والمعنوی ما اتقنه وما ابهاه جزاه اللّٰه تعالیٰ عن الامه افضل الجزاء انه ارحم الراحمین ومجیب السائلین.

قال بفمه ورقمه بقلمه العبد المذنب الراجی الی رحمه اللّٰه الصمد الصمد ابوالبرکات سید احمد الحنفی السنی القادری الرضوی ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف هند، لاهور

## نعت

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نقطہ بر کار ہستی خط پرکار وجود
قطب گردن کرم توقیع طغری ثواب
سرور عالم ابوالقاسم محمد آنکہ چرخ
باوجود او بود چون ذرہ پیش آفتاب
الذی ردت الیہ الشمس وانشق القمر
کان امیاً ولکن عند ام الکتاب
والذی فی کفہ الکفار لما ابصروا
کلم الحصباء قالوا انہ، عجاب
رہنمائے ہر دو عالم آنکہ دریک چشم زد
برگزشت از چادر حدو ہفت خط وشش حجاب
از ضمیر انور ودز جود ابر دست اوست
نور جرم آفتاب ومایہ دست صحاب
باشرار قہر او ہر ہفت دوزخ یک شرر
باسجاب دست اور ہر ہفت دریا یک حباب
روز وشب از ہاتف غیب این ندا گردد بلند
انہ من مال عن شرعہ فقد نال العقاب
ہر زمان از ساکنان عرش آید این سروش
من تطرق فی طریقہ قد اصاب ما اصاب
معنی خوف ورجا تفسیر بعض ومہر اوست
کان یکی را معصیت نامندوین یک را ثواب
عقل پیش قابل ذاتش بود تسلیم محض

پشہ کے لاف توانائی زند پیش عقاب
اے شہنشاہی کہ پیش بردست عنت
عرصہ دریای پہن آور نماید چون سراب
فی ترا ممکن توان گفتن نہ واجب لیک حق
بعد ذات خویشتن ذات ترا کرد انتخاب
بر ذعامی دوستار انت کنم ختم سخن
زانکہ باشد حداوصاف تو بیروں از حساب

☆ ☆ ☆ ☆ ☆